رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

ملکی سالانہ ... ۵ر
... سے ... عـ
... باہر سے ۶
... سے ... ۱۲
... سے کم آمدنی والے
لوگوں سے ... عـ ۱۲

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲ جون مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہینگے

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شائع کرچکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلباء کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خاں اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے ماہوار چندہ بھیج بھی دیا ہے مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور باقی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہوگی اور خدا تعالیٰ اپنے سامان مہیا کر دے گا جو ان مشکلات سے نجات دے لیکن مبارک ہوں گے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں گے۔ مئی ۱۹۰۷ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کرسکی اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہوں گے۔ اس لئے میں ایک بار پھر تمام وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں۔ داخلہ کی فیس کے لئے جو ایک سو دو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکوٰۃ پر بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کیلئے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینہ کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہوسکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاددہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ پہنچ جاوے گا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی اُن سے روپیہ وصول کرلونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جون کی، جب تک یہ اخبار آپ کے پاس پہونچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظائف ادا کرنے ہوں گے۔

بار بار میں اس قضیہ کو دُہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

حضرت حکیم الامت کی اپنی خود نوشت سوانح عمری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہاں روٹی کے انتظام اور دعا کے بعد حکیم صاحب کے حضور پر تکلف لباس میں جا پہونچے۔ جاتے ہی اپنی دعا کی قبولیت کا یہ اثر دیکھا کہ حکیم صاحب نے فرمایا آپ اوس دن آئے اور بے اجازت چلے گئے۔ یہ شاگردوں کا کام ہے۔ آئندہ تم روٹی ہمارے ساتھ کھایا کرو اور یہیں رہو۔ یا جہاں ٹھہرے ہو وہاں رہو مگر روٹی یہاں کھایا کرو۔ میں نے کچھ عذر معذرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا طب پڑھنا چاہتا ہوں۔ مجھے تو اسوقت اطلاع ہی نہ تھی کہ دنیا میں بڑا طبیب کون ہوا ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہاں تک طب پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا افلاطون کے برابر۔ مجھے خبر ہی نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ کچھ تو ضرور ہی پڑھ لوگے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے تو میرے دل کو بہت صدمہ پہنچتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان اپنے غایت مطلوب تک تو نہیں پہونچتا۔ حکیم الہ دین لاہوری مرحوم اور حکیم محمد بخش لاہوری مرحوم سے کسیقدر موجز تو میں پڑھ ہی چکا تھا۔ اور علمی مراجعات کے لئے میری پہلی تعلیم کافی سے بھی کسیقدر زیادہ تھی۔ میں نے اوس کا قانون شروع کرا دو۔ اس پر حکیم صاحب نے تبسم کیا۔ پھر میں نے جواب دیا کہ میں تو خدا کی کتاب بھی سمجھ سکتا ہوں۔ ابوعلی سینا ایک اس کا قانون کیا اتر سے پڑھتے ہیں۔ حکیم صاحب نے نفیسی کیطرف اور اس کے علمی حصہ پر پڑھنے مجبور کیا۔ اور میں نے کتاب شروع کر دی۔ ایک ہی سبق تمام دن میں میرے لئے ہرگز قابل برداشت نہ تھا۔ اور میں نے بہت کوشش کی کہیں اور سبق مگر یہ بیت کا خدا بھلا کرے اوس نے کوئی جگہ پسند نہ کرنے دی۔ پھر بھی مولوی نصرت اللہ نام فرنگی محلے سے میری سفارش ہوئی اور انہوں نے ملا حسن یا حمد اللہ پڑھانے کا وعدہ کیا اور شروع کرا دی۔ میں نے چند سبق ہی پڑھے تھے مگر جو میں نے تنہائی میں اپنی گذشتہ عمر کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اس بات تک پہونچ گیا کہ اگر تو اسی طرح پڑھے گا تو ان علوم سے متمتع ہونے کے سمجھنے کب دن ملیں گے۔ اور میرے دل نے فیصلہ کر دیا کہ اگرچہ سات سبق ہر روز نہ ہوں تو پڑھنا گویا عمر کو ضائع کرنا ہے۔ غرض اس فیصلہ کے بعد حکیم جی کے حضور صرف اس لئے گیا کہ آج میں اون سے رخصت ہو کر واپس رامپور چلا جاؤں گا۔ لیکن خداوند کی قدرت کے کیا تماشے ہیں کہ میرے اون کے پہونچنے کے وقت حکیم جی کے نام نواب صاحب [illegible] خاں نواب رامپور کا تار آیا تھا کہ آپ ملازمت اختیار کر لیں۔ اور ایک علی بخش نام اون کے چاہیتے خدمتگار علیل ہیں اون کا آکر علاج کریں۔ دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر میں وہاں حاضر ہوا۔ اور میں نے اپنے منشا کا اظہار کرکے عرض کیا کہ اب میں رامپور جانا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم یہ بتلاؤ کہ تیرے جیسے آدمی کو ملازمت اچھی ہے یا آزادی سے علاج کرنا۔ چار سو روپیہ کے قریب ہمیں شہر میں آمدنی ہوتی ہے۔ کیا اس آمدنی کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کریں تمہارے خیال میں یہ پہلی بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نوکری آپ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ موجودہ حالت میں اگر آپ کے حضور کر کی شخص اپنے پہلو یا سر کو کھجانے لگے تو آپ کے دل میں اور دماغ میں یہی گذرے گا کہ یہ کچھ دینے لگا ہے۔ اس پر وہ بہت قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے دل میں یہ ڈالدیا کہ یہی اس شخص کے تصرفات کی کوئی بات ہے غرض ہماری ولایت کا دیوالہ نکل گیا۔ پھر وہ تار نکالا۔ اور کہا کیا یہ آپ کے رامپور جانے کی ترکیب [illegible] ہم منظور کرتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ غرض [illegible] رامپور واپس آنے کی تیاری ہو گئی۔ رامپور پہونچنے سے پہلے یا رامپور میں حکیم جی نے مجھے کہا کہ اس شخص کی صحت کے لئے تم دعا کرو۔ میں نے کہا یہ بچتا نظر نہیں آتا اور مجھے اس کے لئے دعا کیطرف توجہ نہیں ملتی۔ اور بدون توجہ دعا نہیں ہو سکتی۔ یہ جیسے یا مرے ہم رامپور پہونچ گئے ہیں۔ آخر علی بخش صاحب کا انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ۔ حکیم صاحب نے مجھے فرمایا کہ اس کے مرنے پر ہمارے شہر کے ایک حکیم ابراہیم صاحب ہیں اون کو دربار میں ہم پر ہنسی کا موقع ملا ہے۔ میں مذاق ہنسی کا اقرار کرتا ہوں میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اس مریض جیسا کوئی اون کے ہاتھ سے بھی مر رہیگا۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ قدرت الٰہی کو دیکھو نہ گمان نہ خیال علی بخش کے بالمقابل ایک دوسرا خدمتگار نواب کا اوسی بیماری میں گرفتار ہوا اور حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی اس مریض کے معالج تجویز ہوئے۔ مریض کو ورم کبد بھی تھی۔ ایک دن اس کے منہ سے خون آیا۔ معالج حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ بحرانی خون ہے اور اب مجھکو اسکی صحت کی بہت امید ہے۔ ہمارے حکیم صاحب نے اگر یہی بات ظاہر کی۔ اور میں نے عرض کیا کہ اب یہ مر گیا ہے۔ خدا کے عجائبات ہیں انسان کی کیا مقدرت ہے کہ وہ مریض مر گیا۔ اور بعوض معاوضہ گلہ ندارد حکیم ابراہیم صاحب آئندہ تمسخر سے باز آگئے۔ یہاں میں دو برس حضرت حکیم صاحب کے حضور حاضر رہا۔ اور مشکل قانون کا عملی حصہ ختم کیا۔ اور بعد حصول سند و اجازت رخصت مانگی کہ اب میں عربی کی تکمیل کے لئے حدیث پڑھنے کو کہیں جاتا ہوں۔ آپ نے مجھے میرٹھ اور دہلی جانے کا مشورہ دیا۔ اور نہایت محبت سے فرمایا کہ ہم معقول خرچ ان دونوں شہروں میں دینگے مگر جب میں میرٹھ پہونچا تو حافظ احمد علی صاحب کلکتہ کو چلے گئے تھے۔ اور مولوی نذیر حسین محدث کے [illegible] پہنچانے کے مقدمہ میں ماخوذ تھے ان دونوں سے ایک حرف بھی پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ اگرچہ پھر آخر میں ایک وقت میں نے حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ مگر وہ طالب علمی کا وقت نہ تھا اور میں بھوپال پہونچ گیا۔

طب کے پڑھنے میں مجھے جوامر بہت نافع نظر آیا اور میں نے خود عمل کیا اور جس میں میں نے بہت فائدہ اٹھایا اسکو بیان کرنا شاید مفید ہو۔ سو اوس میں پہلی بات یہ ہے کہ میں نے مفرد اور مرکب ادویہ کے متعلق بہت دنوں تک حضرت حکیم صاحب سے کبھی بھی سوال نہ کیا کہ یہ مرکب کسطرح بنتا ہے یا اس مفرد کا کیا نام ہے بات یہ تھی کہ اگر وہ نام بتاتے تو صرف لکھنو کا مروج نام فرماتے اور وہ میرے لئے اپنے وطن میں کچھ بھی مفید نہ ہوتا اور مرکبات کے واسطے میں یقین کرتا تھا کہ قرابادین کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اس پر آخر حکیم صاحب نے مجھ سے سنکھیا جس کو سم الفار اور سنکھ کہتے ہیں۔ اور سرخ مرچ کے متعلق سوال فرمایا کہ تم اس کو مفردات سے کسطرح نکالو گے۔ سوال میرے رستہ میں ممکن تھا کہ ایک پہاڑ بنتا کہ میں آئندہ دواؤں کے نام پوچھ لیتا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ ایک ایک دوا کے بیس بیس نام ہوتے ہیں خود حکیم صاحب ہی مجھے کب بتا سکتے ہیں۔ اور میں نے اپنے مطالعہ کی عادت کے باعث جلد اس کا جواب حاصل کر لیا جس پر

وہ خود مطلبی ہو گئے۔ دوسری بات نسخہ نویسی کے متعلق تھی وہ چاہتے تھے کہ میں اون کے نسخہ لکھا کروں اور مجھے مطلوب تھا کہ میں علم پڑھوں۔ جس وقت میں بیماروں کی گھمسان وکثرت میں اپنے دوسرے اساتذہ کے پاس اور علوم کے واسطے چلا جاتا کیونکہ حکیم صاحب کے پاس صبح سے عشا تک بیٹھنے سے ضروری سبق بھی بمشکل ختم ہو سکتا تھا۔ اس تیسرے سلسلہ پر ایک دن ایک مزمن داء الفیل کا ہندو بیمار آیا اور اس کا سر اسقدر موٹا ہو گیا تھا جیسے ایک ہاتھی کا۔ اور اوس کے ہونٹوں اور آنکھ کی شکل بھی بڑی بہیانک تھی۔ میں اس نظارہ سے دو تین روز پہلے ہی یہ مرض پڑھ چکا تھا مگر مریض کو دیکھ کر سمجھ آیا کہ یہ داء الفیل ہے۔ اور حکیم صاحب نے فرمایا کہ اس کا نسخہ لکھو۔ اسپر میں سخت گھبرایا۔ آخر میرے پاس تو عاری کا ہتھیار تھا۔ حکیم صاحب نے بیساختہ فرمایا کہ ایسے مانشرہ دنیا میں دیکھنے میں کم آتے ہیں تب میں نے عرض کیا کہ اس مریض کو دیکھنے میں بہت جگھٹا ہو گیا ہے اس کو مکان پر لے جاویں اور پھر آکر نسخہ لے جاویں۔ اس طرح وقت کو ٹلا دیا۔ اور خود اپنے کمرہ میں جاکر حکیم صاحب کے زیر نظر کتابیں شرح گیلانی۔ قانون بو۔ اور تریح الارواح اور طبری۔ اور مجموعہ بقائی کو دیکھنا شروع کیا اور ان تمام کتابوں سے ایک مشترک نسخہ ضماد اور طلاء۔ اور کہانے کا لکھ لیا۔ اور کتابیں اپنی اپنی جگہ پر رکھوا دیں اور نسخہ قریباً یاد کر لئے۔ بیمار دار و دیرے کے بعد آیا اور حکیم صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آپ نے نسخہ لکھا ہے میں نے کہا کہ ابھی لکھ دیتا ہوں۔ اور میں نے قلم اوٹھا کر چند ایک نسخہ لکھ دیئے اور حکیم صاحب کے حضور پیش کیئے۔ آپ نے اون کو دیکھ کر مجھے ارشاد کیا۔ شرح گیلانی اور تریح۔ اور مجموعہ بقائی اٹھا لاؤ۔ میں لایا اور میرے نسخہ کو مد نظر رکھکر سرسری نظر اون کتابوں پر ڈال لی اور نسخہ تیمار دار کو دیدیئے جب فراغت ہوئی مجھے اپنے بیاض بڑی محبت سے عطا کی۔ اور فرمایا تم اس کے اہل ہو۔ دیکر آپ حرم سرائے میں تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا اوس میں کچھ نسخے تھے۔ میں اپنی کم علمی اور استغنا کو نہ اور سمجھے اوس وقت یاد بھی نہیں کہ اوس میں کیا تھا۔ مگر اس بیاض کو میں نے مطلب بھی ہی نہ سمجھ دیا اور میں ہی اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ کسی دوسرے وقت حکیم صاحب نے اور بیاض کو اس طرح کہلا پڑا دیکھکر اوٹھایا اور مجھے دیا۔ میں نے عرض کیا اس کو کیا کروں۔ نسخہ لکھنا تو تشخیص پر منحصر ہے اور ابھی کوئی تشخیص نہیں اسپر متبسم ہو کر کہا کہ بات تو ٹھیک ہے۔ تیسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے۔ کہ درسی کتب میں قانونچہ۔ موجز۔ اقصرائی۔ نفیسی۔ سدیدی۔ شرح اسباب۔ لہذا سلسلہ مجھے حیرت دہ تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ جیسے اور علوم میں بلکہ دوسرے کے بغیر کوئی علم نہیں آسکتا اسی طرح طب بھی ایک ملکہ کے بغیر کیونکر مفید ہو سکتا ہے۔ اور میں نے درسی کتابوں میں علے العموم یہ غلط راہ اختیار کی ہے کہ مختصرات اور حواشی میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ وہ وقت کا بیکار ہوا جیسا کہ مجھے گیا۔ مجھے اپنی گذشتہ عمر کے ضائع ہونیکا سخت ہی افسوس تھا اس لئے میں نے صرف قانون ہی کا پڑھنا اور وہ بھی صرف عملی حصہ کا پڑھنا پسند کیا تھا۔ اسلئے حکیم صاحب نے ایک دن مجھے فرمایا کہ تم شرح اسباب کسی کو پڑھا دو۔ جس کو میں نے بطیب خاطر پسند کیا۔ اور ایک شخص مولوی محمد اسحاق ساکن نگینہ کو شرح اسباب حکیم صاحب کے سامنے پڑھانی شروع کی اور اسمیں مجھے کامیابی ہوئی یہ فوائد ناظرین کے سامنے ذکر کر دیئے تاکہ کسیکو فائدہ ہو۔

اب بہوپال پہونچنے سے پہلے ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری ہے

گنہ چھاونی سے ہم چلے اور میرے ساتھ ایک محمود نامی افغان نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ ہم نے تھوڑا ہی فاصلہ گنہ سے طے کیا ہوگا کہ ایک زمیندار نے ہم کو کہا کہ اس سڑک پر مری ہے اور مری وہ ہیضہ کو کہتا تھا۔ دوسری سڑک پر چلو۔ لیکن محمود ایک بڑا متوکل آدمی تھا۔ توکل کے غلط معنے جسمیں آجکل علے العموم مسلمان گرفتار اور کاہل ہو گئے ہیں اوسمیں وہ بھی گرفتار تھا۔ اس شخص کے کہنے پر پروا نہ کی میں نے روکا۔ مگر اوس نے کہا خبر واحد ہے کیا اعتبار۔ میں نے محمود کو کہا کہ میں بیزار ہوں مگر مجبور ہوں۔ آخر ہم چلے چند منٹ کے بعد محمود خود ہیضہ میں مبتلا ہو گیا دور سے ایک گاؤں نظر آیا تھا ہم نے بہت کوشش کی کہ جلد وہاں پہونچیں مگر ایک ہی اجابت نے محمود کو مضمحل کر دیا۔ آخر گاؤں کے پاس پہونچے گاؤں والوں نے بالکل روک دیا اور ہم نے ایک املی کے نیچے ڈیرہ کر دیا۔ محمود کی حالت وقتاً فوقتاً بگڑتی گئی۔ اور دو تین روز کے بعد اوس نے انتقال کیا۔ اوس کے دفن کرنے میں اور اتنے روز کہانا ملنے میں مجھے بہت دقت ہوئی۔ مرنے کے بعد میں نے گاؤں کے نمبردار کو دفن کے لئے بہت کچھ منت کی۔ مگر وہ ایک زر خطیر کو لیکر راضی ہوا اور پھر بھی یہ کہا کہ میت کو ہم میں سے کوئی نہ اوٹھائیگا۔ ہاں ہم ایک گڑھا کھود دیتے ہیں۔ میں نے محمود کو خود اٹھا کر گڑھے میں ڈالا اور نماز جنازہ تب یاد آئی جب مٹی برابر کر چکے۔ تو وہ ایک مسلمان جو صرف ایک ہی گاؤں میں مسلمان تھا اور اوس کا نام کرجن اور ایک اوس کا بھائی اوس نام ارجن اور جسکو ہر چند ہی میں نے اپنی امداد کے لئے کہا تھا اور انکار کر چکا تھا۔ اوسکا اکلوتا بیٹا ہیضہ میں گرفتار ہو گیا۔ کچھ تو وہ مشرکانہ خیال کے باعث اور کچھ اسلیے کہ مجھے محمود کا علاج کرتے بھی دیکھا تھا میرے پاس دوڑتا اور روتا ہوا آیا۔ اور کہا ہمارے گھر چلو اور بہوتن بھی کہا کہ۔ میں چلا گیا اور اوس لڑکے کو یہ دوائی دی۔ گل ناشگفتہ عشر ۱۲ ماشہ۔ سہاگہ بریاں ۵ ماشہ دار فلفل ۵ ماشہ۔ لونگ ۵ ماشہ۔ زنجبیل ۵ ماشہ۔ گولی بنائی۔ اور نیم کی اندر چھال کے پانی کے ساتھ دیکھا۔ مغز تلخہ کی۔ مرچ۔ کو چٹانا شروع کیا۔ اور لہسن کوٹ کر اوس کے ناخنوں پر باندھ دیا۔ لڑکا سنبہل گیا۔ اور اوس کی ماں نے تازہ چوکا بنا کر مجھکو اوس کے اندر بٹھا کر کہانا کھلایا۔ شہر میں مرض کی بڑی شدت ہو گئی اور ہم وہاں طبیب ہو گئے۔ نمبردار نے ہمارا روپیہ واپس کر دیا۔ اور مجھے کہا کہ آپ کو میں معہ آپ کے اسباب کے بہوپال پہونچا دوں گا۔ اور اوس نے اپنے عہد کو بڑی وفاداری سے نبہایا۔ اوسی راستہ میں ہم نے حضرت شاہ وجیہ الدین جو ہمارے شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے تھے اون کے گنج شہیدوں کو دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے میں بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں شاہ صاحب کو گنگن ولی کہتے تھے۔ (باقی آیندہ)

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شائع ہو گئی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مطبوعہ ماہ فروری ۱۹۰۸ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے میں نے معہ محصولڈاک ۴ مقرر کی اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ وحوالہ ذیل سے بذریعہ بذریعہ منی آرڈر منگوا لی جا سکتی ہے شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

عمرو بن العاص رضؓ فاتح مصر

خلیفہ کی حقیقی مصداق تو وہ صرف اعلٰی اور ارفع ذات تھی جس کا نام نامی عمر بن الخطاب رضؓ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی کامیابی کا راز بھی اسی ذات میں مستتر تھا جس نے اسوقت وزارت کی حیثیت سے اس اہم فرض کے بوجھ کو اپنے سر پر اٹھا رکھا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے خلافت کے زمانہ میں بھی اوسی زور دار اور طاقتور ہاتھوں کی اوٹھائی ہوئی ترقی کی موجیں دوسری سلطنتوں کے سواحل کو توڑ رہی تھیں اور گو اوس ہاتھ کو پنجۂ اجل نے توڑ ڈالا تھا مگر اوسکی اوٹھائی ہوئی موجوں کی روانی وور تک پہونچ چکی تھی کہ اوس کے سکون کے لئے بھی ایک مدت چاہیئے تھی۔

جو خلافت عثمانؓ کے زمانہ تک جاری رہی ۳۵ سنہ سے جسمیں کہ حضرت عثمانؓ قتل ہوئے خلافت کو لوگوں نے ایک ملک سمجھ لیا جس کے لئے بہت سے شکاری پیدا ہوگئے اور آخر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی باگ اُن ہاتھوں سے نکل کر جن کو لوگ اس کے شایاں خیال کرتے ہیں دوسرے ہاتھوں میں چلی گئی۔ وہ بھی امیر معاویہؓ تک خیریت تھی۔ اس کے بعد تو یہ ہوا کہ آج بنی امیہ ہیں۔ تو کل ابن زبیر ہے۔ ادہر ایک علم خلافت کا بلند ہوتا ہے۔ اُدہر دوسرا جھنڈا کھڑا کیا جاتا ہے۔ ذرا کسیکو عروج ہوا اور اس نے خلافت کا نہیں تو کم سے کم بغاوت کا علم ضرور کھڑا کیا۔ خاندانی حقوق پر دعوے کئے جاتے تھے اور ہر ایک قریشی کے دماغ میں خلافت کا سودا بھرا ہوا تھا۔

ان شکاریوں اور پولٹیکل بازی کھیلنے والوں میں سب سے بڑا اور کامیاب حریف بھی ایک شخص ہے جس کا نام ہم نے زیب عنوان کر رکھا ہے اور جو ہمیشہ مدبرین عرب کی فہرست کا سرتاج رہیگا۔

یہ شخص بھی قریشی تھا اور وہ اعلٰی دماغی قوتیں جو خاندان قریش کو فطرت نے ودیعت کی تھیں بطور وراثت طبعی کے ان کو ملی تھیں۔

ان کا نسب نامہ یہ ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب۔ انکی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی اور جوانی میں جیسا کہ عام قریش کا دستور تھا انہوں نے بھی تجارت شروع کی۔ تجارت کے قافلوں کے ساتھ شام وغیرہ کو جایا کرتے تھے۔ اور وہاں سے بھی اموال تجارت لاکر مکہ میں بیچتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاق وقت سے ملک مصر میں بھی ان کا جانا ہوا۔ اور وہاں کے اکثر شہر اور خاصکر اسکندریہ کو دیکھکر جو ثروت اور دولت اور عیش و آرام کا گھر تھا اون کو ایک حیرت سی ہوگئی۔ اوس کی سربفلک عمارتیں۔ سرسبز باغات۔ بڑے بڑے عالیشان کلیسے اور وہاں کے لوگوں کے عمدہ اور خوش وضع لباس اور اونکی رفاہیت دیکھکر اون کے ہوش جاتے رہے۔ وہاں کی عیسائی اونہوں نے دیکھی۔ اور آن آنکھوں کو وہ چہل پہل زرق برق لباس۔ شاہی سواری کا تزک و احتشام دیکھکر جنہوں نے سوا ئے عرب اور شام کے جھونپڑوں اور معمولی بازاروں کے اور کچھ نہ دیکھا تھا سکتا سا ہوگیا۔

آہ تقدیر!! کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ ریگستانی باشندہ۔ جو آج اس تمام سامان جاہ و جلال ... رت اور سکوت کے ساتھ کھڑا دیکھ رہا ہے وہ بہت تھوڑے زمانہ میں نبوی نور سے روشنی حاصل کرکے آن کی آن میں اس وسیع ملک کو فتح کریگا۔ اور یہ سارا کروفر دم کی دم میں اوسکی تلوار کو سجدہ کریگا۔

الغرض عمرو بن العاصؓ مصر سے واپس آئے مگر دل میں نئے حوصلے لئے ہوئے تھے۔ اگر سچ پوچھئے تو یہی خیالات جو مصر اور اوسکی خوشحالی دیکھکر ان کے دل میں پیدا ہوئے تھے بعد میں فتح مصر کے باعث ہوئے۔ کیونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانہ میں یہ اکثر اون سے مصر کی حالت بیان کیا کرتے تھے اور اس امر کی اجازت چاہتے تھے کہ کسی صورت سے وہاں اسلامی فوج جائے اور اوسکو فتح کرے۔ چنانچہ جب شام اور عراق فتح ہوگیا تو حضرت عمرؓ سے اونہوں نے یہ کہا کہ اگر آپ مصر فتح کریں گے تو مسلمانوں کو بہت قوت اور شوکت حاصل ہو جائے گی کیونکہ وہ نہایت دولتمند ملک ہے جو سبزی اور شادابی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور وہاں کی عیش پسند طبایع کے جذبات لڑائی کے حملہ کے برداشت کی طاقت نہیں رکھتے حضرت عمرؓ جنکو مسلمانوں کا ایک رویاں دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تھا اون کی استدعا کو ٹال جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کو ایسے دور دراز ملک میں لڑانے کے لئے بھیجنا گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آخر جب عمرو بن العاصؓ نے بیحد اصرار کیا اور ساتھ ہی اون کے ترددات کو رفع کرکے اطمینان دلایا تا وہ نیم راضی سے ہوئے۔ اور ایک فوج جسکی تعداد کسی تاریخ سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتی۔ مگر غالباً ۴۔۵ ہزار کے درمیان تھی اون کے ہمراہ اونہیں کی سرکردگی میں دیکر رخصت کیا۔ پھر بھی کہا کہ میں ابھی متردد ہوں۔ اس لئے تم میرے خط کا انتظار کرنا اگر میرا خط تم کو قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آنا۔ اور اگر داخل ہونے پر ملے تو بسم اللہ کرکے چلے جانا۔

عمرو بن العاصؓ۔ فوج لیکر رخصت ہوئے لیکن اون کو خیال تھا کہ امیر المؤمنین متردد ہیں ہم کو کہیں واپس نہ بلالیں۔ آخر مصر کے سرحد کے قریب ہی اون کو حضرت عمرؓ کا خط ملا۔ لیکن دوسرے دن جب یہ اوس کے حد میں داخل ہوگئے تو خط کھولا۔ اوسمیں یہی تھا کہ اگر تم کو یہ میرا خط قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آؤ۔ اور اگر بعد داخل ہونے کے ملے تو چلے جاؤ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ مجھکو اپنی امداد کے لئے مستعد سمجھو۔ عمرو بن العاصؓ نے یہ خط بر سر اجلاس عام تمام فوج کو سنایا۔ اور کہا کہ ہم اب سرحد میں داخل ہوچکے ہیں اسلئے خلیفہ کے حکم کے مطابق آگے بڑھنا ہمارا فرض ہے۔ اور وہ آگے بڑھے۔

یہ فوج مصر کے ملک میں مشرقی جانب سے داخل ہوئی۔ اور راہل روما کے ساتھ جو وہاں کے اوسوقت حکمران تھے اُن کو پہلے لڑائی الفرما میں لڑنی پڑی۔ ایک مہینہ کے بعد وہ جہاد فتح ہوگئی اور وہاں سے آگے بڑھکر بلبیس میں اون کو لڑنا پڑا جہاں مقوقس والی مصر کی بیٹی ارمانوسہ رہتی تھی۔ یہ مقام مسلمانوں نے بہت جلد فتح کرلیا۔ ارمانوسہ کو عمرو بن العاصؓ نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اوس کے باپ مقوقس کے پاس اسکندریہ بھیجدیا۔ مسلمانوں کی یہ عظیم الشان نیک مزاجی اور دشمنوں کا اس درجہ

(ناتمام)

احترام دیکہکر مقوقس جو سلطنت روما کی طرف سے مصر کا حکمران تہا مسلمانوں کا دل سے مداح ہوگیا۔ اور مصر کی فتح میں اس خوش اخلاقی نے عمرو بن العاص رض کے لئے ایک تیر بہدف کا کام دیا۔

مصر میں اس وقت دو متضاد گروہ تہے۔ ایک تو قبطی جو مصر کے اصل باشندے اور محکوم تہے ان کا مذہب یعقوبی تہا۔ دوسرا گروہ اہل روما کا تہا۔ جو حکمران تہے۔ اہل مصر یعنے قبطی قومیں اہل روما کی سخت مخالف تہیں۔ کیونکہ اہل روما نے اون کے اوپر بہت سے مظالم توڑ رکہے تہے اور اون کے جور وستم سے وہ تنگ آگئی تہیں۔ گو زبان سے وہ کچہہ کہہ نہ سکتی تہیں لیکن اون کے دل اون سے پہرے ہوئے تہے اور یہی وجہ ہوئی کہ اہل عرب کا اونہوں نے تہ دل سے خیر مقدم کیا۔ کیونکہ اون کی نیک مزاجی۔ اور آزادانہ برتاؤ سے جو ان کے مذہب کا جزو اعظم تہا اون کو یقین ہوگیا کہ اسلامی حکومت ہمارے لئے رحمت ایزدی ہے جو اون سے بچی ہے۔

عمرو بن العاص رض کا اسلامی جہنڈا المعظم سے گزرتا ہوا قصر بابل کو پہونچا۔ اور وہاں محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ بہت مضبوط بنا ہوا تہا۔ اور اس کے ایک طرف سے دریائے نیل لہریں مارتا ہوا گزرتا تہا۔ اس لئے محاصرہ میں بڑی دقت ہوئی۔ مسلمان اچہی طرح اوسکے رسد رسانی کو نہیں روک سکتے تہے۔ اسی قلعہ میں مقوقس بہی تہا جسکا صدر مقام اسکندریہ تہا مقوقس سلطنت روما کی طرف سے یہاں کا گورنر تہا مگر اصل میں یہ یونان کا باشندہ تہا۔ اوس کے مزاج میں انصاف پسندی بہت زیادہ تہی۔ اس لئے یہ اون مظالم کو نہیں دیکہہ سکتا تہا جو اہل روما قبطیوں پر کرتے تہے۔ تہ دل سے یہ قبطیوں کا ہمدرد تہا مگر اس کا اظہار بوجہ سلطنت روما کے ملازم ہونے کے زبان سے نہیں کر سکتا تہا وہی مصر میں اہل اسلام آنے کو اچہا سمجہتا تہا مگر مجبور تہا کہ جس سلطنت کا نمکخوار تہا اوس حق ادا کرے۔ اس لئے وہ اپنے کے واسطے اس قلعہ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک بہاری فوج لاکر قیام پذیر تہا۔

عمرو بن العاص رض سات مہینے کامل محاصرہ کئے رہے۔ امیر المومنین عمر وبن الخطاب رض سے مدد بہی طلب کی چنانچہ انہوں نے چار ہزار فوج اور بہی بہیجدی۔

اس درمیان میں عمرو بن العاص رض اور مقوقس کے درمیان خط وکتابت شروع ہوئی اوس نے صاف صاف مسلمانوں کی خیرخواہی کا اظہار کیا اور آخر میں وہ قلعہ عمرو بن العاص رض کے حوالہ کر دیا۔ اور گو دیگر رومن حکام اور خود سلطنت روما اوسکی کارروائی سے راضی نہ تہی لیکن اوس نے ... کے برخلاف وہ قلعہ مسلمانوں کے سپردگی میں دیدیا۔ اوس کی اسقدر خیرخواہی مسلمانوں کے ساتہہ کچہہ تو اس وجہ سے تہی کہ اوس کی لڑکی کے ساتہہ اہل اسلام نے اچہا سلوک کیا تہا اور زیادہ تر اوس کا سبب یہ تہا کہ وہ اہل روما کے مظالم کو دیکہہ نہیں سکتا تہا۔

سلطنت کیطرف سے اوس کے اوپر سخت عتاب ہوا مگر اوس نے ایک نہ سنی اور وہ قلعہ مسلمانوں کو دے ہی دیا۔ وہاں کچہہ دنوں آرام لینے کے بعد عمرو بن العاص رض نے اسکندریہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جو اس وقت اس ملک کا پایہ تخت تہا۔ راستے تمام رؤسا قبطی عمرو بن العاص رض کے ساتہہ ہوگئے ... اون سے اسلامی لشکر کو بہت امداد ملتی تہی اور ... رسد کی ... کا انتظام

اونہوں نے اپنے ذمہ لے لیا تہا۔ اون کو ان نئے فاتحوں کی امداد کی تحریص اس لئے اور بہی بڑہ گئی تہی کہ مقوقس نے ان کو بہی مشورہ دیا تہا کہ مسلمانوں کی خیرخواہی کریں۔ یہ اسلامی لشکر نیل کے مغربی کنارہ پر سفر کرتا ہوا چلا راستہ میں کوم شریک اور مریوط کے قلعوں پر چہوٹی چہوٹی لڑائیاں بہی پیش آئیں لیکن اون کی وجہ سے کچہہ رکاوٹ نہیں ہوئی اور دو دو ایک ایک روز میں قبضہ ہوتا چلا گیا۔ قبطی سردار برابر مسلمانوں کے ساتہہ تہے اور اون کی امداد کرتے تہے

اب یہ اسلامی لشکر اسکندریہ کو پہونچ گیا اور وہاں کا محاصرہ کیا۔ لیکن بحری راستہ کہلا ہوا تہا۔ قسطنطنیہ برابر آمد ورفت اسکندریہ تک جاری تہی۔ اہل روما نے نہایت سختی اور جوش کے ساتہہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اس شہر کے ارد گرد ایسی بلند فصیل اور شاندار برجیاں تہیں کہ جن کو دیکہکر بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہو جاتے تہے مگر اسلامی لشکر برابر محاصرہ کئے رہا۔ اہل اسکندریہ نے بہی وہ تمام وسایل مہیا کئے جو ایسے وقت میں دفع کرنے کے لئے مہیا کئے جا سکتے تہے۔ اور بڑی بڑی بہادری سے اون کو روکتا۔ رسد اور آلات حرب قسطنطنیہ سے براہ راست اون کے پاس آتے تہے اس لئے محاصرہ نے بہت طول کہینچا۔ عمرو بن العاص رض نے تنگ آکر اپنے تمام سپاہیوں کو جمع کیا۔ اور ایک نہایت پرجوش تقریر میں اون کو لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور یہ صلاح کی کہ ہم سب جسطرح ہو فصیل پر سے شہر میں کودیں۔ آخر رات کو یہ لوگ مستعد ہوئے۔ اور سب سے پہلا شخص جو فصیل پر سے شہر میں اترا عمرو بن العاص رض تہے۔ اس کے بعد مسلمہ بن مخلد اور وردان اترے جو اس فوج کے افسر تہے جو کمک کے لئے حضرت عمر رض نے بہیجے تہے لیکن اہل روما کو معلوم ہوگیا اور انہوں نے ایکطرف سے نرغہ کرکے ان تینوں آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ اور باقی کو اندر آنے سے روکدیا۔ اسلامی لشکر کے لئے ان تینوں افسروں کا گرفتار ہو جانا ایک نہایت سخت واقعہ تہا۔ مگر وہ نہایت مستقل مزاجی کے ساتہہ شہر کے ارد گرد محاصر رہے۔ اور دوسرے افسروں نے فوراً گرفتار شدہ افسروں کی جگہ لے لی۔ کیونکہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو اعلےٰ معیار اتفاق پر پہونچا دیا تہا۔ اور ہر ایک سپاہی میں افسری کی قابلیت پیدا کر دی تہی۔

اس طرف یہ تینوں قیدی حاکم کے سامنے پیش کئے گئے۔ اون سے پوچہا اب تو تم ہمارے ہاتہہ میں قیدی ہو بتاؤ کس لئے تم ہم سے لڑنے کے لئے آئے ہو اور کس وجہ سے تم کو اسکی جرأت ہوئی۔ عمرو بن العاص نے نہایت بہادرانہ طور پر جواب دیا کہ ہم تم کو دعوت اسلام دینے کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم یکساں ہو جائیں ہر قسم کے حقوق میں مساوات ہو جائے۔ ورنہ نہیں تو تم کو ذلت کے ساتہہ جزیہ دینا پڑے گا۔ اگر یہ بہی نہ مانوگے تو ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

(باقی آیندہ)

خطبۃ النکاح

(نوشتہ اکمل آف گولیکی)

مولوی حبیب اللہ صاحب مدرس ہیلتھ گاڑہ نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے یہاں میں قیام رکھنے والے بھائی کو پسند کیا تھا اور موصوف لوگوں کی نظر میں دیکھنے اور دیکھنے کو تو یہ صرف معمولی بات تھی مگر در اصل اس دل و دماغ کے آدمی کا کوئی خواہش ہی پورا ہونے سے ہوتے ہیں جو آپ کی نیت کے مطابق جیسے مولوی غلام نبی صاحب ایسا عالم۔ سیاح مصر۔ آگیا۔ جنکی نسبت علامہ نور الدین کے الفاظ ہیں کہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔ اور میں انہیں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں مجھ پر ان کے ایسے ایسے احسان ہیں کہ میں ان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ خط و کتابت ایک دو ماہ سے ہو رہی تھی۔ آخر مولوی غلام نبی صاحب ان ایسٹر و کرسمس کی تعطیلات میں سے گئے تو مولوی صاحب اپنے تمام اہل و عیال سمیت یہیں آ گئے۔ تاکہ مدینۃ المسیح ہی میں نکاح منعقد ہو۔ ہمارے آقا نے بھی اپنی شمولیت کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر حضور کی طبیعت علیل ہو گئی۔ اس لئے مسجد مبارک میں مورخہ ۲۱ جون کو بعد عصر محسن و حکیم علامہ نور الدین نے خطبہ پڑھا۔ مولوی حبیب احمد اپنی عزیزہ کو دارالامان میں رکھنے کے لئے مستعد خواہاں ہیں کہ آپ نے کہدیا اس کا مہر یہی ہے کہ مولوی غلام نبی دارالامان کی رہائش کو نہ چھوڑیں اور لڑکی کو دین کی تعلیم دیں اگر ایسا نہ کریں تو ہزار روپیہ مہر ہے یہ ہزار روپیہ صرف آپ کے بڑھتے ہوئے شوق رہائش مدینۃ النبی کا اظہار تھا۔ اس پر علامہ موصوف نے خطبہ شروع کیا آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھا یہ وہی خطبہ ہے جسے ہمارے دیہاتی ملا بالکل بھول چکے تھے اور وہ کچھ اور ہی وضعی عبارات عربی میں پڑھ دیتے ہیں۔ افسوس یہ ان لوگوں کی رسول سے محبت کا حال ہے کہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتے یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ دین سے نکل گئے اور ان کے امام نبوت کے مدعی ہیں مگر خود ان کے اپنے کام سنت رسول کے بالکل مخالف ہیں اور ان کاموں سے کوئی ہی نہیں۔ جو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے بلکہ خود گھڑی باتیں وضع کر لی ہیں جس سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان ملانوں میں سے ہر ایک نبوت کا مدعی ہے۔ ان لوگوں میں جو نکاح ہوتے ہیں اول سے آخر تک دیکھو کوئی بات بھی اسلامی ہے؟ بلکہ تم اس دن سے لیکر جب کہ نائی ہوتا ہے اوس روز تک جبکہ ڈولی گھر آتی ہے۔ تمام رسوم پر غور کرو ایک بات بھی دین رسول اللہ صلعم کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرام میں اسی طرح شادیاں ہوا کرتی تھیں۔ اسی طرح پہلے کنجر بلائے جاتے تھے اور اسیطرح نکاح سے پہلے وڑ (عام دعوت) دیجاتی اور اسی طرح لڑکوں کو گانا بندھوایا جاتا اور کپڑیاں پہنوائی جاتی۔ اور اسطرح کوٹھوں پر چڑھکر فحش گیت گائے جاتے۔ مسلمانو! شرم! شرم!! شرم!!! کیا انہی کاموں پر تمہیں مومن ہونے کا دعوے ہے اور انہی کے ہوتے ہم ہمیں خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے۔ دیکھو ہماری شادیاں کسطرح ہوتی ہیں مسجد میں چند احباب جمع ہو گئے ہیں خطیب اٹھکر خطبہ شروع کرتا ہے اسکے بعد نکاح کا اعلان ہے کوئی جناتی بولی میں الفاظ نہیں بولے اور نہ وہ سوانگ بھرا گیا ہے کہ وکیل سے پوچھا جائے وکیل آمدی کہ از شہر وکالت آمدم اور پھر ملاں صاحب منہ کے ساتھ کان لگا کر اس کے گلے سنیں گویا بیٹے کا فوتہا اور پھر نہایت دھیمی آواز سے کچھ الفاظ جو صدیوں سے سینہ بسینہ یاد چلے آتے ہیں اور جسے ان پڑھ دولہا خاک بھی نہیں سمجھتا کہیں کہ فلاں بیٹی فلاں کی جو سوا اس نام کے اور نام نہیں رکھتی واسطے ملاپ و زوجیت کے دو ٹکہ سیاہ و دینار سرخ سلطانی مہر پر (کمبختوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ سلطنت بدل چکی ہے) جو نصف معجل و نصف غیر معجل ہے نکاح کر دیا۔ استغفر اللہ! نکاح کیا ہوا ایک مصیبت ہو گئی یہ سب کچھ کیوں نہ اگر یہ طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو پھر عید کون دے مگر یہاں ہماری جماعت میں تو ان باتوں کا خیال تک نہیں۔ ہاں ذوق سخن سے کہیں دور ہی چلا گیا مگر سچ کہتا ہوں کہ درد دل سے مضمون بڑھ گیا ہے۔ آمدم برسر مطلب۔ خطبہ میں صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس مسنونہ عبارات و اغراض و منافع نکاح کا بیان ہے الحمد للہ کہکر عسر یسر ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرنے کا تہ دل سے اقرار ہے پھر چونکہ انسان میں ضعف ہے اور ذمہ واری اسکی بھاری چنانچہ یہی نکاح کا معاملہ ہے کوئی ہزار کوشش کرے پھر بھی کئی مشکلات پیش آ جاتی ہیں اپنی طرف سے لڑکا یا لڑکی اچھی تلاش کر کے پیوند کیا جاتا ہے مگر نتیجہ خلاف امید نکلتا ہے اسلئے اس مشکل کے حل کے لئے خدا سے مدد مانگی جاتی ہے اسی کی توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مہر میں کئی شرائط کی تو جا سکتی ہیں مگر ان کا پورا کرنا بھی خدا کے فضل سے ممکن ہے مثلاً یہی ہمارے مولوی صاحب کی شرط یہی (گویا بنظر حالات ظاہری کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا) اسی قبیل سے ہے جس کے لئے خاص ذمہ واری نہیں ہو سکتی۔ دیکھو جب نوح علیہ السلام کو کہا گیا کہ جس کا علم نہ ہو اسکی نسبت سوال مت کر تو آپ نے عرض کیا۔ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم۔ یہ نہیں کہا کہ میں نہیں کروں گا پھر میں یہ کہتا ہوں کہ وعدہ خلافی کا نتیجہ بطور عقوبت منافق ہوتا ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ پس ہم ایسی شرطوں سے ڈرتے ہیں پھر چونکہ ارادوں میں ناکامیاں اپنی ہی کمزوریوں اور بدعملیوں کیوجہ سے ہوتی ہیں اس لئے اس خطبہ میں ہے کہ نستغفرہ اور پھر اخیر میں نعوذ باللہ من شرور انفسنا چونکہ تدبیر سے کام لیکر پھر اللہ پر توکل اور اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے۔ اسلئے نؤمن بہ ونتوکل علیہ فرمایا آپ نے ایجاب قبول نہیں کرایا صرف اعلان کر دیا اور پچاس روپیہ مہر مقرر کیا۔ مولوی حبیب احمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی معاف کیا۔ دینی تعلیم مہر مقرر کرتا ہوں۔ جسپر جزاک اللہ کی آوازیں اٹھیں اصل میں عملی رنگ میں ایسا کر دکھانا ہی مشکل ہوتا ہے خدا مولویصاحب کو جزائے خیر دے اور انہیں اسم بامسمی بنائے آخر میں نہایت خوشی سے حضرت علیہ السلام کی نظم ؎

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

پڑھی جس سے ایک وجد و سرور ٹپکتا تھا آپ ہر بند سے پہلے انکی کچھ حالات سنا دیتے جس سے وہ نظم انہی پر صادق آتی اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے نیاز محمد اکمل کو خاص خوشی ہے اس لئے کہ اس عاجز نے ہی یہ تحریک کی اور خدا کے فضل سے یہ کوشش انجام کو پہونچی ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی رہی۔ ۲۳ر جون ۱۹۲۳ء کو اعلیٰحضرت کو درد پا کی شکایت پھر ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو شفاء عاجل عطا فرماوے۔ (آمین) آپ کے اہل بیت اور خدام ہر طرح سے عافیت کے ساتھ ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد طبی ہدایت اور مشورہ کے موافق سیلہ پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اور کچھ دن آپ وہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ موسم میں تمازت اور حدت روز افزوں ہے۔ ۲۱ر جون ۱۹۲۳ء کو تقاطر اور ترشح ہوا۔

۴۔ بزرگان ملت کی عافیت اور صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

باقاعدہ احمدی جماعتوں کے قیام کی تحریک عرصہ سے ہو رہی ہے اس کے عملی پہلو کا خیال کر کے میں نے بحیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور میں دورہ کر کے احمدی جماعتوں کے باضابطہ نظام اور مدارس اور صدقات کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے ایک مختصر سا دورہ شروع کیا ہے۔ اس وقت تک میں نے تین جگہ کا دورہ کیا ہے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس دورہ کے مختصر حالات اخبار میں شایع کرتا رہوں تاکہ جہاں دوسرے احباب کو بعض امور کی تحریک ہو وہاں مقاصد دورہ کی اشاعت ہوتی رہے۔

سب سے اول سیکھواں ضلع گورداسپور گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں کل احمدیوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے اس تعداد میں عورت مرد اور بچے سب شامل ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے اس گاؤں میں احمدیت کا محرک اور بانی ایک کشمیری خاندان ہے اور وہ تین بھائی میاں جمال الدین امام الدین اور خیر الدین ہیں۔ حضرت اقدس کے ساتھ انکو بہت محبت اور اخلاص ہے یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے اخلاص میں بڑھے ہوئے ہیں سب مستعد اور جوان ہمت ہیں ان کے ساتھ ہی ان کا ایک پرانا دوست اور حریف بھائی منشی عبد العزیز پٹواری سیکھواں ہے یہ شخص اپنے اخلاص کا ایک نمونہ اور نظیر ہے اور واللہ میرے لئے مشکل ہے کہ میں یہ فیصلہ کروں کہ ان میں کون اپنے اخلاص میں متفاوت ہے اور نہ اس بحث میں پڑنے کی حاجت ہے اللہ تعالےٰ ہی کو علم ہے اور وہی بہتر جانتا ہے۔ ان لوگوں کی تحریک اور نمونہ سے بعض غربا اس سلسلہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ کھلی ہوئی ہے جو منشی غلام محمد مدرس احمدی کے چارج میں ہے یہاں باقاعدہ جماعت بنگئی ہے اس کے سکرٹری منشی غلام محمد مدرس اور صدر میاں جمال الدین صاحب اور امین میاں امام الدین اور محصل چندہ میاں خیر الدین مقرر ہوئے ہیں۔ صدقات کی امداد کے لئے بتحریک ضلع وار سکرٹری انجمن احمدیہ کی تعلیم پر آٹا نکالنے کے لئے گھروں میں برتن رکھے گئے ہیں جس میں دونوں وقت مستورات آٹا گوندھنے سے پہلے آٹا ڈالدیا کریں گی اور ہفتہ وار جمع ہو کر اسکی قیمت مد صدقات میں داخل ہوتی رہے گی۔ مدرسہ کی موجودہ ضروریات کے لئے یہاں کی جماعت نے عـہ چندہ دیا۔ یہاں سے میں فیض اللہ چک پہونچا۔ یہاں کی جماعت کے سرگرم رکن حافظ نور محمد صاحب ایک پرانے مخلص ہیں انکی تربیت اور صحبت نے چند نوجوانوں کو جو اپنی قوم میں ہر طرح معزز ہیں داخل ہونے کی توفیق دی ہے۔ باضابطہ انجمن یہاں بھی قائم کی گئی ہے اس کے سکرٹری عظیم اللہ صاحب اور پریسیڈنٹ منشی شاہ دین صاحب پٹواری اور امین حافظ نور محمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ موجودہ ضروریات کے لئے للعـہ چندہ نقد دیا۔ یہاں بھی تعلیم الاسلام کی شاخ کھولی گئی ہے۔ ان دونوں گاؤں سے واپس آکر میں ۲۲ر جون ۱۹۲۳ء کو بٹالہ پہونچا۔ بٹالہ کی جماعت بندی کے لئے زبردست تحریک اور کوشش کی حاجت ہے اور اس کام کے لئے قاضی نعمت علی صاحب اور شیخ عبد الرشید صاحب ذمہ وار ہیں۔ شیخ عبد الرشید صاحب ایک بڑے متمول تاجر چرم ہیں اور سلسلہ کے ساتھ انہیں محبت اور اخلاص بھی ہے وہ اگر زیادہ توجہ کریں تو جماعت کا باقاعدہ نظام مشکل نہیں۔ بٹالہ جیسے شہر میں جماعت بہت ہی قلیل ہے تاہم اس وقت کی ضروریات کے لئے انہوں نے عـہ چندہ دیا اور عـہ کا مزید وعدہ شیخ عبد الرشید کیطرف سے ہے جنہوں نے عـہ نقد چندہ بھی دیا ہے۔ اس کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ۲۵ر جون ۱۹۲۳ء سے دہترم کوٹ بگا۔ ہرسیاں۔ اٹھوال وغیرہ کیطرف جاؤنگا۔ مدرسہ کی ضروریات اور سلسلہ کی صدقات کی مشکلات داعی ہیں کہ بہت توجہ کیجائے۔ اگر ضلع گورداسپور کی جماعتوں نے ان ضروریات کے لئے ایکہزار روپیہ بھی چندہ دیدیا تو میں دوسرے اضلاع سے بھی ایسی ہی توقع کرسکوں گا۔ ضلع گورداسپور کی جماعتیں بہت توجہ کریں گی۔ میں اس مقام پر اگر اپنے برادر مکرم مفتی فضل رحمان صاحب اور بھائی محمود طالبعلم ڈنگوی کی خدمات کا اعتراف نہ کروں تو فروگذاشت کروں گا جنہوں نے اس کام میں مجھے مدد دی اور میرا ساتھ دیا اور وہ ضلع بھر کے دورہ میں میرے ساتھ ہونگے یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ میں نے یہ دورہ صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت اور منظوری کے ماتحت شروع کیا ہے خدا تعالےٰ مجھے ان مقاصد میں کامیاب کرے جس کے لئے یہ سفر اختیار کیا گیا ہے اور اس میں ایک اخلاص اور صدق کی روح نفخ کرے۔ آمین۔

کیا روشنی ڈالی جائیگی؟

۱۔ سنا گیا ہے کہ بٹالہ ضلع گورداسپور کے تیلی دروازہ کے باہر چونگی کی چوکی کے اندر تحصیلدار صاحب بٹالہ نے ایک ممبر کمیٹی کو ناگفتہ بہ حالت میں پایا۔ تحصیلدار صاحب نے اس معاملہ پر کیا کیا ہے۔ کیا یہ معاملہ یونہی دبا دیا جائیگا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

۲۔ دولت رام اور بھیراج محرران میونسپل کمیٹی بٹالہ کے پاس سے دفتر کی جو رقم غائب ہوا اور جو وہاں پڑا پایا جاتا تھا۔ کیا اس کے متعلق کوئی نوٹس جاری کیا گیا ہے اور تحقیقات مکمل ہوچکی ہے؟ ان ہر دو معاملات پر ضرورت ہے کہ روشنی ڈالی جاوے۔ ناظم نگار بٹالہ تحقیقات کر کے مفصل اطلاع دے۔

اطلاع

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ بہت جلد اخبار میں یہ اعلان کردیں کہ مسجد کا کام شروع ہوچکا ہے بلکہ عنقریب پہلی منزل پر چھت پڑ جائیگی جن صاحبوں کا اردہ چندہ بھیجنے کا ہے یا جو وعدہ کرچکے ہیں وہ بہت جلد روپیہ ارسال کریں جمع شدہ چندہ تو قریباً سارا

سررشتہ تعلیم اور مسلمانوں کے حقوق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس بحث کے بعض پہلوؤں پر ذرا تفصیل و وضاحت سے روشنی ڈالی گئی تھی کہ صوبہ ہذا کے محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کے حقوق بڑی بیدردی سے پامال ہو رہے ہیں اور عنصر غالب اپنی جتھے بندی اور قوم پرستی کی برکت سے صریحاً ناجائز فائدے حاصل کر رہا ہے۔ اشاعت مذکورہ میں اس امر کی تائید و تصدیق کے لئے کچھ واقعات و اعداد بھی دیئے گئے تھے ہمیں افسوس ہے کہ اس کم و بیش پونے مہینے کے عرصہ میں ہم مسئلہ زیر بحث پر ایک دفعہ بھی قلم نہ اٹھا سکے حالانکہ اس اثنا میں بہت سا ضروری مصالحہ بھی ہم پہنچ گیا ہے جس کو ارادہ ہے کہ اب انشاءاللہ برابر تھوڑا تھوڑا پبلک اور حکام کے نوٹس میں لاتے رہیں گے تا وقتیکہ اشخاص متعلقہ اپنی ناجائز کارروائیوں اور حق تلفیوں سے باز نہ آئیں یا حکومت کا زبردست ہاتھ انہیں ہوش میں لا کر ان کے موجودہ رویّہ ناروا کی اصلاح نہ کر دے۔

گورنمنٹ ہائی سکولوں کی نئی سکیم جو بذریعہ نوٹی فی کیشن نمبری ۵۸۹۰ مورخہ ۳ اگست سنہ ۱۹۱۰ء شائع ہوئی اس کے عمل در آمد میں جن بیانات سے غریب مسلمانوں کا انتہائی حق تلف کیا گیا ان کا کچھ نمونہ ہم ۱۳ رمئی کے لیڈنگ آرٹیکل میں دکھلا چکے ہیں اسی کے متعلق اور بھی بہت سی توجہ طلب باتیں قابل گذارش ہیں منجملہ ایک یہ کہ نوٹی فی کیشن مذکور میں ۲۵۴ مسلمانوں کے نام درج تھے ۳۴۳ ہندوؤں کے اور مگر ان ۲۵۴ مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں جنکا نام دو دو تین تین دفعہ مختلف مقامات میں گنایا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کی فہرست ایک طویل لسٹ معلوم ہو جیسا کہ ذیل کا جدول ظاہر کرتا ہے :-

نمبر شمار	نام مدرس	سکول	تنخواہ
(۱)	محمد بخش	(۱) سہانوالی (۲) ڈیرہ اسمٰعیلخاں	[illegible] [illegible]
(۲)	مرغوب احمد	(۱) انبالہ (۲) امرتسر	[illegible] [illegible]
(۳)	الٰہ بخش	(۱) دہلی (۲) امرتسر (۳) انبالہ	[illegible] [illegible] [illegible]
(۴)	عبدالعزیز	(۱) فیروزپور (۲) جہلم (۳) ملتان	[illegible] [illegible] [illegible]
(۵)	صدرالدین	(۱) حصار (۲) ہوشیارپور	[illegible] [illegible]
(۶)	نبی بخش	(۱) کرنال (۲) جالندھر	[illegible] [illegible]
(۷)	محمد ابراہیم	(۱) رہتک (۲) دہلی	[illegible] [illegible]
(۸)	ظہورالدین	(۱) ہوشیارپور (۲) گورداسپور	[illegible] [illegible]
(۹)	محمد تقی	(۱) امرتسر (۲) لائلپور	[illegible] [illegible]

(۱۰) فضل الدین ورنیکلر ٹیچر گوجرانوالہ سے [illegible] روپے پر لائلپور تبدیل شدہ دکھلایا گیا حالانکہ وہ غریب اس جہان سے ہی انتقال کر چکا تھا۔

لطف یہ کہ ہندو اخبارات تو برابر واویلا مچا رہے ہیں کہ (گویا حکام کی طرفداری و ناانصافی سے) سررشتہ تعلیم میں مسلمانوں کے ساتھ خاص مراعات و عنایات برتی جاتی ہیں۔ اور یہی فقرہ صاحب ڈائریکٹر بہادر کے ہندو اہلکار صاحب ممدوح کو باور کرانے میں ساعی ہیں۔ حالانکہ صورت واقعات اس کے بالکل برعکس ہے۔ چنانچہ ایک مستند فہرست سے جو ہمارے پاس موجود ہے اُن تمام ہندو مسلمانوں کے (جنہوں نے یکم جولائی سنہ ۱۹۰۹ء سے ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۱۱ء تک ترقی پائی ہے) نام ہی نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ یہ بھی صراحتاً پایا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں مسلمانوں کو جو ترقیاں دی گئی ہیں بمقابلہ اُن ترقیات کے جو ہندو ماسٹروں کو ملیں کہیں زیادہ ناقابل رشک اور کمتر ہیں اور یہ امر بھی خاص توجہ کا محتاج ہے کہ صرف دس مہینے کے اس قلیل عرصہ میں تو بعض ہندوؤں کو دو دو دفعہ ترقی ملی ہے اور برخلاف ازیں مسلمان نام کو بھی کوئی ایسا نہیں جس کے حال پر یہ عنایت ہوئی ہو جیسا کہ ذیل کی فہرست سے ثابت ہوگا۔ جس میں ہندو ترقی یافتگاں کے اسمائے گرامی درج ہیں :-

نمبر شمار	نام مدرس	تنخواہ سابقہ	ترقی	نمبر نوٹی فی کیشن جسکے بموجب ترقی دی گئی معہ تاریخ وسنہ
(۱)	لالہ سندر داس مل "	[illegible] [illegible]	[illegible] [illegible]	۶۵۸ - ایس ۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء ۱۶۳۳ - ای یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء
(۲)	لالہ گوکل چند (ہیڈ) "	[illegible] [illegible]	[illegible] [illegible]	۶۵ - ایس ۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء ۱۶۳۴ - ای یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۳)	لالہ برج بہاری لال کالینیہ 〃	ماسہ ماسہ	ماسہ ما	۶۵ - ایس ۱۳ جولائی ۱۹۰۶ء ۱۲۲۴ - ای یکم ستمبر ۱۹۰۶ء
(۴)	وزیر چند کالیتہہ 〃	عہ یہ شخص مستعفی ہوگیا	اعہ	۲۸۵ - ایس ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء ۲۱۹۵ - ای ۴ دسمبر ۱۹۰۶ء
(۵)	وزیر چند (مکرر)	بمشاہرہ معہ مقرر ہوا		۲۶۰ - ای ۸ جنوری ۱۹۰۹ء
(۶)	کرم چند قائمقام ہیڈماسٹر راولپنڈی گیا	ماسہ مالعہ ماسہ	مالعہ ماسہ ما ر	۲۸۵ - ایس ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء ۲۲۱۵ - ۷ دسمبر ۱۹۰۶ء ×
(۷)	نارائن داس گپتا 〃	ما ر ماعہ	ماعہ ماسہ	۲۲۳۸ - ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء ۲۴۰ - ای ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء
(۸) 〃	رام پرشاد کھوسلہ ایک ہی ہفتہ میں دو دفعہ ترقی پائی	ما ر مالعہ	مالعہ ماسہ	۹۵۰ - ای ۱۳ اپریل ۱۹۰۷ء ۱۰۱۴ - ای ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء

شخص آخرالذکر کا ایک ہی ہفتہ میں دو دفعہ کر کے ترقی پا جانا تو بجائے خود تعجب خیز ہے ہی مگر ساتھ ہی یہ بھی قابل غور ہے کہ سررشتہ تعلیم سے متعلق سول لسٹ میں آپ کا نام نامی پہلے پہل اپریل ۱۹۰۶ء میں نظر آتا ہے جبکہ آپ گورنمنٹ ہائی سکول (۹) کے سکینڈ ماسٹر تھے۔ اور سال ہی بھر کے عرصہ میں اسقدر غیر معمولی ترقی پا گئے۔

جیساکہ اوپر بیان ہوا جدید سکیم میں تو مسلمان اوستادان گورنمنٹ سکولز کی تعداد ۴۵ تھی اور اوس وقت سے گھٹتے گھٹتے اب وہ کہیں سے کہیں آرہی ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی نہیں کہ ایک ایک مسلمان کا نام کئی کئی جگہ دکھایا گیا یا متوفیوں تک کے نام شامل فہرست کردیئے گئے بلکہ یہ بھی کہ اون کو ایسی جگہیں اور ترقیاں دی گئیں جنکو وہ بسبب کمی تنخواہ یا بعد مسافت وغیرہ کے قبول نہ کر سکے چنانچہ ذیل کی مثالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں دفتر متعلقہ نے کسقدر بیدردی اور بے اعتنائی سے کام لیا ہے۔

(۱) منشی عبدالوہاب دہلوی کو اسکی اصل تنخواہ بیس روپیہ ماہوار پر بتبدیل سے جہلم پھینکدیا (نمبری ۲۸۵ - ایس مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء) حالانکہ یہ غریب مدرس ایک سن رسیدہ آدمی ہے۔ اور اسی پیرانہ سالی کیوجہ سے اوسکی تبدیلی سابقا منسوخ بھی ہو چکی تھی۔

(۲) مولوی غلام محمد ساکن کالا باغ ضلع میانوالی میں عہ روپیہ پاتا تھا۔ اسی تنخواہ پر کالے کوسوں ریواڑی ضلع گوڑگانوہ تبدیل کر دیا گیا۔ (نوٹیفکیشن نمبری ۔ ای مورخہ ۶ فروری ۱۹۰۶ء)

(۳) رحمت علی سکنہ بھیرہ پال راولپنڈی بھیجا گیا (نمبری ایس - ۲۸۵ - مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء)

(۴) گل محمد آف بھیرہ ضلع شاہپور بھیرہ سے حصار پھینکا گیا - طلعہ ماہوار پر - اور ساتھ ہی اوس کو سیاپہ بہی جانا پڑا (نمبری - ایس ۲۸۵ - مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء)

(۵) الہ بخش سکنہ مظفرگڈہ اپنی تنخواہ عسہ پر ڈیرہ غازیخاں سے سیالکوٹ تبدیل کیا گیا۔ (نمبری - ایس ۲۸۵ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء)

(۶) فضل الدین دہلوی لودہیانہ سے ڈیرہ غازیخاں

(۷) محمد حسین امرتسری جو امرتسر میں مٹ روپے پاتا تھا جس نے سرکاری سروس میں اپنی عمر ہی گذار دی - اپنی پیرانہ سالی میں زحمت سفر اٹھانے کیلئے صرف دو روپے کی قلیل بلکہ ذلیل ترقی پر امرتسر سے مظفرگڈہ پھینکا گیا (نمبر ایس ۳۴۶ - ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یہ چند نظیریں مشتے نمونہ از خروارے کی مصداق ہیں آیندہ ہم ان ہندوؤں کے اسمائے گرامی کی فہرست ہدیہ ناظرین کرینگے جو اتفاق سے شروع شروع میں اپنے گھروں سے باہر تبدیل ہو کر چلے گئے تھے۔ مگر پھر جلد ہی خوش نصیبی سے اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس بلا لئے گئے۔

غرضیکہ بدنصیب مسلمانوں کی پُر درد داستان بہت ہی طویل اور منحوس ہے جسے ایک منصف مزاج اور نیک دل آدمی کبھی خوشی سے نہیں سُن سکتا۔ مگر سررشتہ کے اہلکاران ذی اختیار خدا جانے کس دل گردہ کے لوگ ہیں کہ محض قوم پرستی اور تعصب کے جوش میں ان بےبس مظلوموں کے حقوق کا اس طرح کند چھری سے خون کرتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔ مگر کیا حکام بالادست بھی کانوں میں تیل ڈالے ہوئے ان دردانگیز معروضات کو ٹالتے رہینگے۔ اور غریب مسلمانوں کی حق تلفی پر کبھی متوجہ نہیں ہونگے؟ یہ ہم نہیں کہہ سکتا۔ لیکن صاحب بہادر جیسے بیدار مغز اور انصاف دوست ڈائرکٹر سے ہمیں امید نہیں پڑتی کہ وہ اپنے محکمہ میں زیادہ دیر تک اس قسم کے ستم اور حق تلفیاں ہونے دیں گے جواب تک محض اسوجہ سے ہوتی رہیں کہ چالاک حریفوں نے پرلے درجہ کی خودغرضی و ہوشیاری سے کام لیکر صاحب ممدوح کے نوٹس ہی میں نہیں آنے دیں۔

تعلیم الاسلام

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ تعطیلات موسمی پر جاتے ہوئے تعلیم الاسلام ہائی اسکول انٹرکرکٹ ٹیم نے سیوسپل بورڈ ہائی اسکول ٹیم بٹالے ۶ رجون ۱۹۰۹ء کو میچ کیا سات وکٹوں اور ۲ رنز سے ایم بی اسکول ٹیم کو شکست دی۔ ۸ رجون کی صبح کو بیرنگ ہائی اسکول سے فٹ بال میچ جسمیں ایک گول کے فاصلہ سے تعلیم الاسلام ٹیم جیت گئی میچ تو ہوتے ہیں اور کوئی ٹیم جیتتی اور کوئی ہارتی ہے مگر تعلیم الاسلام اسکول کے ساتھ جو اللہ تعالی کا سلوک ہے وہ ان تائیدات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس کھیل میں بھی خدا کے فضل سے بطفیل حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے ساتھ رہیں۔

۱۔ ہر روز دھوپ اور سخت ہوتے ہوتے عین میچ کے وقت اور خصوصاً ہمارے فیلڈ کے وقت ابر کا آسمان پر محیط ہو جاتا۔ ۲۔ لوگوں کا خود بخود اسبات کا اقرار کرنا کہ تائید ایزدی ان لڑکوں کے ساتھ ہے۔ ۳۔ باوجود عدم پریکٹس اور وقت نہ ملنے کے روزانہ کھیلنے اور ہمیشہ پریکٹس کرنیوالوں پر کامیابی حاصل کرنا۔ ۴۔ کھیل کے ساتھ ایمان اور پابندی مذہب کا خیال رکھنا چنانچہ موجودہ ٹیم میں بھی گرجے کے عین نزدیک اذان دیکر قرات کے ساتھ للہ کا باجماعت نماز پڑھنا اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ ۵۔ ہار ہو یا جیت ہر حالت میں دوسرے طلبا سے نیک تعلقات رکھنا جسکی تازہ مثال موجودہ میچ ہے۔ ان عمدہ باہمی تعلقات کو دیکھکر ایم بی اسکول کے ہیڈماسٹر اور بیرنگ اسکول کے پرنسپل نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔ پس ہم ان امور کو دیکھکر بجا طور پر دعوے اور فخر سے کہہ سکتے ہیں اللہ تعالی اس برگزیدہ نشان کے باعث تعلیم الاسلام کے متعلموں کو دین اور دنیا میں فوقیت دیگا۔ اے خدا آسمان و زمین کے مالک ہم پر اور ہمارے شاگردوں کو ہر بات میں اور ہر موقع پر اسلام اور اس اسلام کی توفیق دے جس کا پُر نور چہرہ تیرے مامور نے دکھایا ہے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کا نیاز مند عبدالرحیم سوہا ٹاپرز آوف گیمز۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ از منصوری۔

لاجپت رائے۔ آریہ سماج اور پولیٹیکل بے چینی

(اس عنوان سے ایک خط ۱۶ ماہ رواں کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوا ہے
اس کا راقم خود کو ایک ہندوستانی۔ خط کے اختتام پر لکھتا ہے)
اگر کسی کے کان ہوں تو سنے۔ گذشتہ چند ایام میں ہندوستانی اور اینگلو انڈین اخبارات میں آریہ صاحبوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین پڑھتا رہا ہوں جن سے لالہ لاجپت رائے کی شخصیت آریہ لوگوں کی طرز عمل میں ایک گونہ تغیر نظر آتا ہے۔ اور گورنمنٹ کی جانب اونکی روش بدلی ہوئی ہے۔ جو لوگ یہ ظاہر کرتے تھے اور دوسروں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ وہ اجنبیوں کو بھارت سے خارج کرنے کے حامی ہیں (غیر ملکیوں۔ خاصوں اور اجنبیوں سے مراد ہے) وہ آدمی جن کا کام جابجا گورنمنٹ اور اس کے عمال کی طرز عمل پر نکتہ چینی کرنا تھا جن کے وسیلے سے انہوں نے مدت دراز کی غلامی کے بعد ... آسودگی اور اقبال حاصل کیا ہے ہر موقع پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ وہ آدمی جو ہر ایک پابند قانون اور وفادار شاہ سندی کو قابل الزام ٹھہراتے تھے۔ (حامیان شاہ برطانیہ کو برا بھلا کہنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے) اور انکو غداری متعلق اور چاپلوس زنانشمول سے یاد کرتے تھے۔ اب انہی لوگوں کا رویہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے قابل یادواقعہ کے بعد سے بدل گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم قانون کے تابعدار اور خیر خواہ سرکار ہیں۔ اور اون کے لیڈروں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے جو گورنمنٹ کے خلاف بے چینی پھیلانے یا فساد کے موجب ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ پولیٹیکل مجذوبوں سے ہمیں کوئی ہمدردی نہیں ہے اور یہ کہ ہم صلح اور آشتی کے خواہاں ہیں۔

میں اسلئے نہیں لکھتا کہ ان لوگوں کے چند ہفتے پہلے کے خیالات قابل الزام ٹھہراؤں۔ اور نہ میں اون کے موجودہ رویہ کی صداقت کو مشکوک خیال کرتا ہوں بلکہ میں اس سے بھی زیادہ اہم مقصد سے یہ خط لکھتا ہوں۔ میں اس چشمہ کی طرف توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ لوگ پولیٹیکل طور پر تحریک پذیر ہوتے ہیں۔ الغرض میں انکی مذہبی کتاب کے وہ حصے پیش کرنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں آریہ صاحبوں کے ان خیالات اور جذبات کو متاثر کرتے ہیں۔ جو وہ ”اجنبیوں“ اور ”غیر ملکیوں“ کی جانب رکھتے ہیں۔

”ستیارتھ پرکاش“ کے انگریزی ترجمہ کو جو ڈاکٹر چرنجیت بھاردواج نے کیا ہے دیکھنا چاہیے

(۱) (صفحہ ۱۸۰) ایک چھتری جس کا علم تربیت اور پاکیزگی ایسی اعلیٰ ہونی چاہیے جیسے کسی برہمن کی ہوتی ہے۔ اس کو ملک پر حکومت کرنی چاہیے۔

(۲) (صفحہ ۱۸۲) اس آدمی کو یکہ بات ہو کر بادشاہ بناؤ۔ جو عادل رعایت کرنیوالا اعلےٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اور سب کا خیرخواہ ہو۔ وہ اس طرح سے تمام عالم گیر حکمرانی حاصل کر لیں گے۔ سب پر سبقت لیجاوینگے۔ اور سلطنت کے ... کا انصرام کر سکینگے۔

(۳) (صفحہ ۱۸۱) چار بڑے بڑے عہدہ دار مثلاً سینا پتی یا سپہ سالار اعظم ... راج ... یا بڑے منتری (وزیر انصاف) اور مہامنتری (یا دیوان) ایسے ہونے چاہئیں جو وید اور شاستروں کے ماہر ہوں۔

(۴) (صفحہ ۱۸۲) اس قانون کی کوئی شخص خلاف ورزی نہ کرے جسکو دس ... کونسل نے وضع کیا ہو۔ اس کونسل کے ممبر ایسے آدمی ہونے چاہئیں جو چاروں وید میں خوب ماہر ہوں اور وہ برہمچاری ہوں گرہستی یا وان پرست لوگوں میں سے ہونے چاہئیں

(۵) (صفحہ ۱۸۶) تین آدمیوں کی کونسل کے فیصلہ کی بھی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے جو رگ وید یجر وید اور سام وید کے عالم ہونگے۔

(۶) (صفحہ ۱۸۷) کوئی آدمی ایسے قانون کی پیروی نہ کرے جو وید وں سے ناآشنا لوگوں کے بنائے ہوئے ہوں۔ کیونکہ جو شخص جاہل احمقوں کے بنائے ہوئے قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ صدہا قسم کے گناہوں اور برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسلئے مندرجہ بالا تینوں کونسلوں یعنی تعلیمی ملکی اور مذہبی کونسل کے ممبر نادان اور بیوقوف لوگ ... نہ ہونے چاہئیں۔

(۷) (صفحہ ۱۹۰) ضروری سامان مہیا کر کے اور اپنی طاقت کو بڑھا کر جا سکو تو اپنے دشمن کے زیر کرنے میں شیر ببر کیطرح استعمال کرنی چاہیے اور بھیڑیے کی طرح دبے پاؤں جا کر اپنے دشمن کو پکڑ لینا چاہیے۔ لیکن جب زبردست دشمن قریب آجائے تو اسکو (راجہ) خرگوش کیطرح بھاگ جانا چاہیے اور ... سے ایک چال سے پامال کرنا چاہیے۔

(۸) جہاں دشمن سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس حصہ کو ملحوظ رکھنا چاہیے جیسے کہ کچھوا اپنے اعضا کو کھوپڑی کے اندر چھپا لیتا ہے۔

(۹) (صفحہ ۲۱۱) اگر ہو سکے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دشمن کو گھیرے اور گرفتار کرے اسکی رعایا کو دق کرے گھاس اور خوراک کا ذخیرہ گرفتار کرے۔

(۱۰) (۵۶ صفحہ) جو شخص سچے اوستادوں کی تصنیفات اور تعلیمات کی جو وید وں کے موافق ہیں تحقیر کرے۔ وہ ناستک ہے اور ویدوں کا منکر ہے۔ ایسے شخص کو اہم آدمیوں کی صحبت سے دور کرنا چاہیے۔ اگر ضرورت ہو تو اپنے ملک سے نکالدینا چاہیے۔

یہ تھی سوامی دیانند کی انجیل۔ یہ تھی اخلاقی قوت اس شخص کی۔ جو آزادی تقریر اور خیال کی رو سے دلیر ہو گیا تھا۔ اور بڑی بیرحمی سے ہندوؤں سے مسلمانوں عیسائیوں۔ جینیوں۔ اور سکھوں کے مذاہب پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ اور ہندوستان کے بہت سے چھوٹے چھوٹے مسلمانوں پر بھی اسیطرح نکتہ چینی کرتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مختلف قوموں اور گروہوں اور نسلوں کے لوگوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی۔ وہ بالاتفاق اس سے پیشتر برٹش عہد ... کے نیچے بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔

سوامی دیانند کے ... اون کے ... چیلے ہو گئے جو برٹش عملداری کے زیر اثر گروہ کے احکام کی بڑی مستعدی سے پیروی کرنے لگے۔ اور پولیٹیکل تحریکوں کو بھی انہی احکام کے مطیع کرنے لگے۔

لالہ لاجپت رائے سوامی دیانند کی تعلیمات میں خوب ماہر تھے۔ اور آریہ سماج کے بڑے مقتدر لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ انکو لمبی پولیٹیکل خواہشیں ایسی بلند تھیں جو بہت تھوڑے آدمیوں کو معلوم تھیں۔ جو ایجیٹیشن انہوں نے زمینداروں کے درمیان کیا تھا اسکی قوت کا لالہ صاحب نے غلط اندازہ لگایا تھا۔ اور قبل از وقت شیر ببر کیطرح چھلانگ ماری۔ مگر انجام کار خرگوش بننا پڑا۔ جیسا کہ انکے مداح اور دوست انکو کہنا چاہتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ لالہ لاجپت رائے سچے ... سمجھے جاتے تھے۔ اور سوامی دیانند کے سچے شاگرد تھے۔ لوگ لالہ صاحب کی اسوجہ سے تعریف کرتے تھے کہ وہ سوامی جی کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرنیوالے تھے۔ اس تعلیم کا نمونہ ... پیش کر چکا ہوں لالہ لاجپت رائے بہت مستعد اور سرگرم تھے۔ اسلئے وہ ... مستعدی اور جوش کے شکار ہو گئے۔

اب میں ایک ہی فقرہ میں اس خط کا مقصد بیان کر دینا چاہتا ہوں جس راستہ پر چلنے سے تباہی آسکے۔ وہ بلا تامل ترک کر دینا چاہیے۔ میری صلاح ہے کہ ان جھوٹے لفظوں کے لئے ہی ہے جو اس خطرناک غلط فہمی سے جاری ہوئے ہوں۔ آریہ سماجیوں کا حال کا اقرار اون کے پرانے اصول کے موافق ہے اقرار یا اصول پر عملدرآمد کرنے کا انکو خود فیصلہ کرنا چاہیئے۔ انہیں سے ایک بات ... اور گورنمنٹ کی خدمت میں بھی گذارش کرتا ہے کہ وہ غور کرے کہ آیا ... اون کالج اور سکولوں کے لڑکوں کو اس قسم کی تعلیم سے جسکا اقتباس اوپر بیان کیا گیا ہے۔ زہر آلودہ ہونے دیگی۔ یا اس کا انسداد کرے گی۔ بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آریہ سماج بدترین صورت میں کانگریس تحریک کی ... ساتھ ہے۔ یہ سخت غلطی ہے۔ کانگریس ایک خالص پولیٹیکل تحریک ہے خواہ اسکی نقائص اور محاسن کچھ ہی ہوں اسکو سیاسی اور لیڈر سوچ سمجھکر کام کرتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں۔ برعکس اس کے آریہ سماج بقول اس کے لیڈروں کے ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور انسان کی نہایت زبردست ناقابل انضباط اور وحشیانہ عنصر سے اپیل کرتی ہے یعنی روحانی جذبہ کو مشتعل کرتی ہے اسی روحانی جذبہ نے لالہ لاجپت رائے ... عالی حوصلہ دور اندیش سنجیدہ مزاج اور ...

امریکہ میں مقدمات طلاق کی کثرت

اضلاع متحدہ امریکہ کا صیغہ مردم شماری شادی و طلاق کے سنہ وار اعداد و شمار جمع کر رہا ہے۔ جن کے شائع ہونے پر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ باہر بھی ایک غیر معمولی ہلچل مچ جائے گی۔ اضلاع متحدہ میں ۱۸۸۷ء کے ابتک (۳۲۸۰۰۰) طلاقوں کی منظوری ہوئی تھی۔ اور یہ کہنا بالکل قبل از وقت ہے کہ ۱۸۸۷ء اور ۱۹۰۶ء کے درمیانی سالوں کے اعداد کہاں تک پہونچیں گے۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ مسٹر نارتھ ڈائرکٹر مردم شماری کی رائے میں اس کی اوسط تعداد (۱۲۰۰۰۰) تک پہونچے گی۔ یہ تخمینہ اُن اعداد و شمار کی بنا پر کیا ہے۔ جو اُن کے روبرو ہیں اور اس لئے یقیناً وہ محض وہم سے بہت بڑہا ہوا ہے۔ ۱۸۶۷ء اور ۱۸۸۶ء کے بین فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کا اوسط ۴۴ تہا۔ ۱۸۸۷ء اور ۱۹۰۶ء کے درمیان مسٹر نارتھ کے تخمینہ کے مطابق فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کی تعداد تقریباً ۸۰ تک پہونچ گئی ہے۔ بالفاظ دیگر پہلے بیس سالوں کی بہ نسبت دوچند ہوگئی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بہ نسبت دیہات کے شہروں میں طلاقوں کا بہت زور ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ بلحاظ تعداد طلاق شہروں کی فہرست میں شکاگو چوٹی پر رہیگا۔ کافی اعداد فراہم کرلئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ شکاگو کی طلاقوں کی تعداد بہ نسبت نیویارک کے بلحاظ آبادی سہ چند ہے۔

مسٹر نارتھ کو امید تہی کہ اس زمانہ تک کل ملک کے اعداد مرتب ہوجائیں گے۔ گذشتہ جولائی میں صیغہ مردم شماری نے بڑے بڑے شہروں کے اعداد حاصل کرنے کے لئے (۱۵۰) خاص ایجنٹ روانہ کئے تھے۔ اُن کا کام خاطر خواہ رہا ہے اور دفتر تہوڑے ہی عرصہ میں اس کے متعلق اپنی رپورٹ شائع کردے گا۔

اگرچہ یہ تو یقینی ہے کہ رپورٹ کے شائع ہوتے ہی ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسنی پہیل جائے گی۔ لیکن یہ نہایت مشکوک ہے کہ قوانین طلاق میں کوئی مفید ترمیم ہوگی اور کانگریس اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرے گی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس تحقیقات کے ذریعہ سے مختلف حصوں کے قوانین طلاق کچھ حد تک یکساں ہوجائیں گے۔

واضح رہے کہ مذہب عیسائی کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جسے آسمان پر جوڑا گیا ہے۔ اوسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یعنی جن دو میاں بیوی کی شادی تقدیر میں لکہی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ تک میاں بیوی رہتے ہیں۔ اور طلاق کوئی چیز نہیں۔ لیکن دوسری طرف زمانہ حال کی شائستگی اور عورتوں کی غیر معمولی آزادی کا ایک یہ نتیجہ ہورہا ہے کہ یورپ اور خصوصاً امریکہ میں بدکاری اور ہزارہا دیگر خفیف سے خفیف وجوہات پر عورتیں اور مرد شادی کی زندگی سے چند ہی روز میں تہک جاتے ہیں۔ اور عدالت میں طلاق کی درخواستیں کرتے ہیں کہ جہاں سے ذرا ذرا بہانوں پر طلاق مل جاتی ہے۔

گو عام قاعدہ یہ ہے کہ جب مرد کی بدکاری یا ظلم ثابت ہو تو عورت کو طلاق مل جاتی ہے۔ لیکن امریکہ میں خفیف سے خفیف بہانہ پر عورتیں آزادی حاصل کرلیتی ہیں۔ مثلاً مرد سوتے میں خراٹے لیتا ہے اور بیوی کی نیند اچاٹ کرتا ہے۔ مرد کے ناخن بڑہے ہیں اور بیوی کو ان سے تکلیف پہونچی ہے۔ یا وہ شراب یا تمباکو پیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس لحاظ سے دنیا بہر کے مذاہب میں اسلام منفرد ہے جس میں طلاق کا طریقہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور مناسب وجوہات سے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے آزادی حاصل کرسکتے ہیں۔ فرانس اور امریکہ وغیرہ میں طلاق کا مسئلہ نہایت غور سے دیکہا جارہا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اسوقت شادیوں کی صلاح دینے لگے ہیں کہ جو مسلمانوں میں متعہ اور ایران میں صیغہ کے نام سے مشہور ہیں خواہ صیغہ یا متعہ کی نسبت کسی گروہ کی کچھ ہی رائے ہو۔ لیکن اب یورپ اور امریکہ کے مہذب لوگ خدا سے آرزو کر رہے ہیں اور زور مار رہے ہیں کہ اُن کے قانون میں یہ طریقہ جائز قرار پا جائے۔ اور جب کوئی میاں بیوی نکاح کرنے لگیں۔ تو وہ سال یا دو سال کی مدت مقرر کرلیں۔ اور اُس مدت کے گذرنے کے بعد اگر اُنکی بن جائے۔ تو وہ میعاد کی توسیع کرلیں ورنہ بلا دقت الگ الگ ہوجائیں۔ ما نجبر شمالیسلامت۔

امریکہ میں طلاق اس قدر بچوں کا کہیل ہوگیا ہے۔ کہ ہر روز شوہر اور بیویاں بطور مال مویشی کے ہاتہ بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً آج مسٹر جارج فلان بیوی سے نکاح کرکے اُس کے گہر چلا گیا اور کل مسز سمتھ فلاں میاں کو لے گئی۔ جو پچھلے ہفتہ میں اُس کی ہمسائی کا میاں تہا۔ ذیل کے واقعہ سے اس امر کی تائید ہوجائے گی کہ طلاق امریکہ میں کیا تماشے کر رہی ہے۔ امریکہ کے ایک اخبار نے لکہا ہے کہ ایک روز شہر نیویارک کے ایک کوچہ میں بچے کہیل رہے تہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ کل سے ہمارے گہر میں نیا باپ آیا ہے جس کا نام اور حلیہ ایسا ہے۔ دوسرے بچے نے کہا کہ وہ بہت اچہا آدمی ہے۔ پہلے بچے نے پوچہا تم اسے کس طرح جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ پچھلے سال وہ میرا باپ رہ چکا ہے۔ مگر کسی وجہ سے اماں نے اُسے نکال دیا ہے۔ اور اب تمہاری اماں نے اُسے رکہ لیا ہے۔

سوسائٹی کی ایسی افسوسناک حالت اور طلاقوں کی کثرت پر تعلیم یافتہ لوگ حیران ہو رہے ہیں۔

آریا سماج اور موجودہ بے چینی

اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے ”ایک ہندوستانی“ نامہ نگار نے اخبار مذکور کی اشاعت میں ایک مضمون لکہکر بتایا ہے کہ وہی لوگ جو غیر ملکوں غاصبوں اور اجنبیوں کو بہارت ماتا سے نکال دینا چاہتے تہے جنکا کام یہ تہا کہ گورنمنٹ اور اُس کے عمال پر بیجا نکتہ چینی کریں۔ جو تمام پابند قانون اور وفادار فرقوں کو برا کہتے جو شادی اور غدر کا انتظار کرتے تہے۔ وہی لاجپت رائے کی جلا وطنی کے دن سے کچھ اور ہی راگ الاپنے لگے ہیں۔ آریہ صاحبان آجکل بڑے زور شور سے گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا یقین دلا رہے ہیں۔ لیکن نامہ نگار مذکور نے ستیارتھ پرکاش کے متعدد جملے نقل کرکے بتایا ہے کہ آریوں کے پولیٹیکل خیالات کا منبع کیا ہے۔ چنانچہ ایک جملہ یہ ہے کہ ”کوئی شخص اُس قانون کو نہ مانے جیسے ایسے لوگوں نے وضع کیا ہو۔ جو ویدوں کے علم سے بالکل بے بہرہ اور لاعلم ہوں“ اس مضمون کے متعلق رائے دیتے ہوئے خود معاصر سول ملٹری گزٹ نے یہ نہایت دلچسپ ریمارک کیا ہے کہ اگرچہ گورنمنٹ کسی مذہب سے تعارض نہیں کرتی۔ لیکن گورنمنٹ کا یہ نہایت اہم فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی رکہے کہ کوئی مذہب گورنمنٹ سے تعارض تو نہیں کرتا۔

مسلمان اور جہاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۷ مئی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار بعنوان "اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت" شائع فرمایا تھا جو انگریزی میں بھی سول اینڈ ملٹری گزٹ اور پاینیر اور بعض دیگر اخبارات میں شائع ہوا۔ اس اشتہار کو پڑھکر ایک صاحب سید محمد نام نے ایک چٹھی اخبار سول مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء میں شائع کی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو مولوی عبداللطیف کی سنگساری کے متعلق لکھا ہے کہ امیر کابل نے ان کو جہاد کی تعلیم کی مخالفت کی وجہ سے سنگسار کرایا یہ غلط ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "اگر مرزا صاحب کا ایسا لکھنے سے یہ منشاء ہے اور ان کے اشتہار کے مفہوم عام سے یہی منشاء ان کا ثابت ہے کہ جہاد کے متعلق جو عقیدہ امیر حبیب اللہ یا عام مسلمانان ہند یا دیگر ممالک کے مسلمانوں کا ہے وہ کسی قدر مسلمانان ہند کی وفاداری میں خلل اندازی کا باعث ہو سکتا ہے تو ہم زور سے یہ کہیں گے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے" اور پھر لکھتا ہے کہ "اور پبلک کی اطلاع کے لئے اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کے سبب سے اس کی جان جاتی رہی یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا اور یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی میں موت ہے۔ مرتد وہ اس طرح سے ہوا کہ وہ مرزا غلام احمد کا جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّم مرتد ہے مرید ہو گیا تھا"۔

اس کوتہ اندیش اور جہاد کے فدائی نامہ نگار کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے ایک چٹھی اخبار سول میں شایع کرنے کے لئے بھیجی جو ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کے اخبار میں چھپی ہے اس چٹھی کا عنوان جو خود اخبار سول نے تجویز کیا ہے وہ یہی عنوان ہے جسکے نیچے یہ مضمون لکھا ہے یعنی مسلمان اور جہاد۔ اصل چٹھی جسکا ترجمہ سول میں چھپا وہ یہ ہے۔ "۷ مئی ۱۹۰۰ء کو میں نے اپنی جماعت کے لئے ایک اشتہار شایع کیا تھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کی اپنی رعایا کے ہر ایک فرقہ پر حقوق ہیں کیونکہ تمام لوگ اس کی پر امن سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے سایہ حمایت کے نیچے ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہیں اور سب پر واجب ہے کہ اس کا شکر کریں اور عملی طور پر اپنی اطاعت کو دکھلاویں لیکن سب سے زیادہ میری جماعت پر فرض ہے اور واجب ہے کہ اس گورنمنٹ کے سایہ عنایت و حمایت کا قدر کریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے آسمان کے نیچے اس جماعت کے محفوظ رہنے کے لئے صرف یہی گورنمنٹ مقرر رکھی ہے جس کی ظل حمایت میں یہ جماعت ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہے ورنہ اگر مکہ اور مدینہ میں بھی یہ لوگ رہنا چاہیں تب بھی ان کی جان کی خیر نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک ملک کے ملانوں کی طرف سے ان پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ ہے۔ اس تحریر میں نظیر کے طور پر میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللطیف صاحب کا امیر کابل کے حکم سے سنگسار ہونا میرے اس بیان کا شاہد ناطق ہے کہ وہ میری بیعت کرنے کی وجہ سے کس بیرحمی سے سنگسار کئے گئے اور صرف جہاد کا منکر ٹھہرا کر پتھروں کے ساتھ ان کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ہے خلاصہ میرے اشتہار ۷ مئی ۱۹۰۰ء کا۔ اس میرے بیان کے رد کرنے کے لئے ایک صاحب سید محمد سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء میں لکھتے ہیں کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کی وجہ سے وہ سنگسار کیا گیا یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اور ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی کے رو سے قتل ہے۔ اس کا مرتد ہونا اس وجہ سے تھا کہ وہ مرزا غلام احمد کا پیرو بن گیا جو تمام ملانوں کے درمیان مرتد تسلیم کیا گیا ہے (یعنے مرزا غلام احمد بھی واجب القتل ہے کیونکہ مرتد ہے) اب میں مختصر طور پر اپنی محترم گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ صاحب راقم نے اپنی اس تحریر میں قبول کر لیا ہے کہ ہم سب لوگ جو اس عادل گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے کئی لاکھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی شریعت کے رو سے واجب القتل ہیں پس جبکہ یہ حال ہے تو ہم اس گورنمنٹ کا سچے دل سے قدر کریں یا نہ کریں اور اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور کدھر جائیں۔ اس وقت میں امیر حبیب اللہ خان پر کوئی حملہ مولوی عبداللطیف کے مارے جانے کی وجہ سے نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے اپنی شریعت کے رو سے انکو واجب القتل سمجھا سو قتل کر دیا اور اپنے زعم میں بڑے ثواب کا کام کیا کہ ان کو سنگسار کر دیا اور ان کے عیال و اطفال جلاوطن کر کے ہمیشہ کے لئے قید میں ڈالے گئے۔ لیکن اس تمام تحریر سے میری غرض تو یہ تھی کہ ہماری اس عادل گورنمنٹ نے ایسا فتویٰ نہیں دیا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیئے پس ہم اس گورنمنٹ کے کیونکر شکر گذار نہ ہوں۔ اسلئے میں نے لکھا تھا کہ میری تمام جماعت کے لوگ اس بات کو حفظ کر لیں کہ اگر وہ بھی مولوی عبداللطیف کی طرح اس گورنمنٹ کے سایہ عاطفت سے باہر قدم رکھینگے تو وہ بھی ایسے ہی سنگسار کئے جائینگے۔ پس انکو چاہیئے کہ نہ کسی بناوٹ سے بلکہ سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور ہر ایک وقت یہ خدمت کیلئے تیار رہیں۔ یاد رہے کہ میں امیر حبیب اللہ خان کی کوئی شکایت نہیں کرتا اور خاص طور پر ان پر کوئی الزام نہیں لگاتا انہوں نے ملانوں کے فتووں پر عمل کر دکھایا اور ہر ایک اسلامی سلطنت اس فتوے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے امیر حبیب اللہ خان کی کوئی خصوصیت نہیں اسی وجہ سے میں اپنے اس شایع کردہ اشتہار میں لکھ چکا ہوں کہ اگر ہماری یہ جماعت مکہ اور مدینہ میں بھی ہوتی تب بھی وہ ایسے ہی سنگسار کی جاتی جیسا کہ کابل میں مولوی عبداللطیف کیا گیا۔ رہا جہاد سو میں ہم جو ان مخالف مسلمانوں کی نظر میں مرتد اور واجب القتل ٹھہرے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور قرآن شریف سے منکر ہیں جسکو شک ہو ہماری کتابیں دیکھ لے بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ ہم اس بات سے منکر ہیں کہ اب بھی کسی جہاد کی ضرورت ہے اور یا کسی ایسے مہدی اور مسیح کی ضرورت ہے کہ کسی وقت خونریزی کر کے اسلام کو پھیلا سکیگا۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسے اعتقاد جاہلوں کے لئے خطرناک ہیں انہیں اعتقادوں نے سرحدی وحشیوں کا ستیاناس کیا ہے جس نے مہدی ہونے کا دعوے کیا اور تلوار اٹھائی۔ ایسے عقیدے جو پہلے سے جاہل لوگوں کے دلوں میں ہوتے ہیں خواہ نخواہ وحشی لوگوں کو ایسے مہدی کی طرف کھینچتے ہیں اسلام کی پاک تعلیم اور اس کے روشن نشان کسی جہاد کے محتاج نہیں یہ محض غلطیاں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ عقلمند لوگ ایسے اعتقادوں سے دن بدن دست بردار ہوتے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے مخالف مسلمان گورنمنٹ کے مطیع نہیں ہیں بلکہ بلاشبہ مطیع ہیں مگر کاش اگر ایسا اعتقاد نہ ہوتا تو اچھا تھا +

(ریویو آف ریلیجنز)

وصیت نمبر ۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں مسمی شیر علی ولد مولوی نظام الدین صاحب قوم رانجھا ساکن اور حمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور حال مقیم قادیان دار الامان با ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(نوٹ) (چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت نامہ اور فارم مطبوعہ میں ہے اس لئے اندراج نہیں کیا گیا)

نمبر ۴ میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے مکان واقع قادیان قیمتی ایک صد روپیہ اور بھینس قیمتی ... روپیہ جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے میں آج کی تاریخ اس جائیداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جو ۱/۳ حصہ جس کی قیمت ... روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کریں (غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

نمبر ۵ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری ثابت ہو تو ایسی جائیداد ... کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ ان ایسی جائیداد وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

نوٹ۔ جس مکان کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے میرا ارادہ اس کو وسیع کرنے کا ہے اور نئی عمارت بنانے کا ہے اور اسی طرح اس کی قیمت امید ہے کہ چار سو روپیہ تک ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

نمبر ۶ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگے دار الامان قادیان میں پہنچا دے اور وہاں مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کی سپردگی جاوے۔

نمبر ۷ میری یہ بھی وصیت ہے کہ تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکورہ کے حوالہ کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے ہو گا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کو متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی راحت کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

نمبر ۸ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جس کا مجھے علم نہیں میری نعش مقبرہ مذکور میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کی نسبت کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و نمبر ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہینگے۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے۔ اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

نمبر ۹ یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اُن کو بھی وصول اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

الراقم شیر علی ... قادیان دار الامان۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ۹ مارچ ۱۹۰۶ء

العبد شیر علی عفی عنہ

گواہ شد حافظ عبد العلی ولد مولوی نظام الدین ذات رانجھا ساکن اور حمہ

گواہ شد نظام الدین ولد شیر علی بقلم خود ساکن اور حمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور ... نشان انگوٹھا

گواہ شد غلام نبی ... حال وارد اور حمہ ساکن ... بقلم خود ... نشان انگوٹھا

وصیت نمبر ۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں مسمی احمد نور ولد اللہ نور قوم افغان ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

نوٹ۔ چونکہ یہ وصیت میں مطبوعہ فارم پر شرط اول و دوم و سوم کا مضمون چھپا ہوا ہے اس لئے اُس کا اندراج نہیں کیا گیا۔

نمبر ۴ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے مبلغ ... کا مال میری دوکان میں میرا حصہ ہے اور ایک مکان ہے جسکے نصف کا میں مالک ہوں اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے آج کی تاریخ اس جائیداد کے ساتویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں

کہ میری اس جایداد کا یہ حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ
قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہو گا کہ میرے
مرنے کے بعد اس جایداد میری کو بقیہ جایداد سے الگ کرے یا
اُس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت
وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے
مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے
اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو
خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے
کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ
بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

ﻫ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد
مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی
اور جایداد ماسوائے جایداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی
جایداد ناضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل
ذکر میں نے نقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد
کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

ﻭ۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ
احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں احمدی جماعت میں فوت نہ ہوا
تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب
ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں یا آئندہ شایع ہوں گی
دارالامان قادیان میں پہنچایا جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح
قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

ﺯ۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش
کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر
خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی [illegible] میری یہ جایداد وصیت
کردہ جس کا ذکر میں نے نقرہ [illegible]
ان اخراجات کا حسب [illegible]
اندازہ کر کے میں رقم اخراجات [illegible]
جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے [illegible] اور اگر ان اخراجات
کے لیے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ
رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری وہ جایداد
جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہو گی ان اخراجات کی متکفل
ہو گی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے
جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پسماندگان ان
اخراجات کو اہم اور جائز اور ضروری [illegible] سمجھیں گے۔

ﺡ۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ [illegible] یہ وصیت صرف [illegible]
لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے [illegible]
علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت
میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے
اور جس کا ذکر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہیں گے
لیکن یہ ضروری ہو گا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش
کی جاوے اور جن کا مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت
نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور
پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

ﻁ۔ یہ کہ اگر حسب نقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے
تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جایداد [illegible]

متروکہ سے وصول نہ ہوئے تھے ان کو بھی وصول کرنے اور خرچ
کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہو گا بلکہ مجلس کو ہو گا۔ فقط

العبد۔ احمد نور ولد اللہ نور قوم سید افغان ساکن قادیان۔

وصیت ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں حکیم فضل الٰہی ولد حکیم پیر محمد صاحب قوم نارو راجپوت ساکن موضع کوٹ [illegible]
ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور محلہ بھاٹی [illegible] بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ (نوٹ۔ چونکہ شرائط ۱ و ۲ و ۳ کا پیرایہ وصیت میں مضمون [illegible]
ہے اس لئے اُس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا۔)

ﺩ۔ اپنی جایداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں چونکہ میری جایداد
منقولہ و غیر منقولہ کچھ موضع کوٹ بھوانیداس تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے
اور کچھ لاہور میں جو جایداد ضلع گوجرانوالہ موضع مذکور وغیرہ میں ہے وہ حصص
غیر منقسمہ جات وغیرہ کے ہیں جن [illegible] منتظمان مقبرہ بہشتی قادیان کو
وقت قانونی کا اندیشہ ہے لہٰذا میں اُس جایداد منقولہ و غیر منقولہ
متعلقہ واقعہ ضلع گوجرانوالہ کو نہیں [illegible] واقعہ لاہور کو جو تخمیناً دس ہزار روپیہ
کی قیمت کی سمجھتا ہوں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ جایداد لاہور میں
سے جو خالص بلا شرکت غیرے میرے ہی تصرف اور قبضہ میں ہے ایک
حویلی جس میں سکونت رکھتا ہوں اس کا چہارم حصہ جو تخمیناً قیمت اس کی
ایک ہزار روپیہ سمجھتا ہوں میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد
کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہو گا کہ میرے مرنے کے بعد چہارم حصہ حویلی کو
فروخت کریں یا جس طرح چاہیں فایدہ اٹھاویں غرضیکہ انجمن قادیان مجوزہ حضرت
مسیح موعود کو کلی اختیار ہوں گے جو میرے آقا اور شفیع نے تجویز فرما کر اپنی رضامندی
ظاہر فرمائی ہے۔ ۲۰ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۷ء

العبد حکیم فضل الٰہی [illegible]

گواہ شد۔ حکیم محمد حسین احمدی [illegible] — گواہ شد۔ نبی بخش احمدی ملازمت گورنمنٹ [illegible] لاہور

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں حافظ محمد حسین ولد حکیم الدین قوم آرائیں ساکن [illegible] ریاست کپورتھلہ کا ہوں۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ نوٹ۔ چونکہ
شرائط ۱ و ۲ و ۳ [illegible] پیرایہ وصیت وا ہدا در مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے
اس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا۔

ﺩ۔ اپنی جایداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جایداد [illegible] آلیت بروئے پیمایش ریاست ہے
جس میں [illegible] شامل ہے جس کی وصیت کرنے میں کچھ روک ہے
اس واسطے [illegible] کی قیمت تخمیناً ہفت ہزار روپیہ کر کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت
کل مبلغ ہفت صد روپیہ ہوا جو یکمشت مظہر ادا نہیں کر سکتا فی سال
یکصد روپیہ ادا کرتا رہوں گا جس میں سے مبلغ یکصد روپیہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۷ء
کو داخل کیا گیا بعد فی سال یکصد روپیہ ادا کروں گا۔ اگر شاید مظہر فوت
ہو جاوے تو میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء اس اقرار کے پابند ہوں گے یعنی سو روپیہ
فی سال ادا کریں گے اور آئندہ جو جایداد پیدا کروں گا اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ حسب وصیت
مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کی سپرد ہو گا۔
لہٰذا وارثان کے دستخط بھی ثبت کرا دیئے ہیں کہ کسی قسم کی جت نہ ہو۔

العبد — گواہ شد — گواہ شد
حافظ محمد حسین نمبردار — امیر الدین ولد حافظ محمد حسین [illegible] — نبی بخش [illegible]

چھ سال کا تجربہ

جبکہ ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ایک بھی اسی طرح مصیبت میں مبتلا تھے اور جبکہ ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ کہ جس سے انہوں نے مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تب ہم بھی وہی راستہ اختیار کرنیکا مصمم ارادہ کرلیتے ہیں۔ کہ جس سے وہ کامیاب ہوئے۔ اس سے بھی زیادہ بہتر تجربہ ہے جبکہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتلاوے جس میں شفا بخشی ہو۔ ڈاکٹر سی سی۔ مترصاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ (سور بکرجی کمپنی عطاران ۱۔ ۲۹ آکورن وائس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) لکھتے ہیں کہ میں گذشتہ چھ سال سے میرے انگریزی اور دیسی مریضوں کو گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں دیتی ہیں اور میں گردوں کے اختلاط۔ درد کمر۔ اور وجع مفاصل میں مفید پایا ہے۔ ایسے مرضوں سے تکلیف پانے والوں کو یہ دوا لینے کے بغیر پس و پیش کے صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اس واسطے خطرناک ہے کہ وہ اتنی خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص کہ درد سر۔ پھوڑوں اور قلب یا دل کی بیماری۔ بے خوابی۔ چکر آنا۔ سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا ہے کہ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی۔ درد پشت جلد مرض۔ مثانہ کی بیماریاں اور وجع مفاصل اور گردوں کا سڑنا۔ یہ گولیاں ان سب کو صرف کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنی گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوڈن کی اور بی ایسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ چھ شیشیاں ... اگر آپ لینے ہوں تو ساتھ اس اشتہار کے حسب اشتہار ہذا ... تو آپ کے حکم کی تعمیل جلد ... کی جائے گی۔

ایک لاکھ سرمہ پیٹنٹ ٹریڈ مارک جعلی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر ہمارا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے
(بروقت درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ کالا دیدی)

نیشنل نامی۔ اور سر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا ۔ غبار سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش ہونا۔ دھند اور ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکیٹ معززین و ڈاکٹروں و حکیموں عہدیداروں و عمدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے فوائد مفصل درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے جواب ... کر دیا جائیگا۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۸ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سرمہ سنگی ... رنگ آفرح بالاقین ... افسوس کہ اس اسمی معلوم ہوتی ہے ... جاری ہیں ... ایسی صورت ... اگر ہماری قیمت صرف ... ترمائیات وی پی منگانے میں ... المشتہر محصول بذمہ خریدار ... خط و کتابت و ترسیل زر بنام ... سرمہ نور کا ... ضلع ... بھیجئے

المشتہر ... کارخانہ سرمہ نور ... کالورہ ...

احتیاط کے علاج سے بہتر ہے



ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون وغیرہ یا امراض حکمت ... کی ضرورت نہیں ... بیماری ہمیشہ کمزوروں اور ناتوان لوگوں پر حملہ کرتی ہے ... اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں

اسکاٹس املشن

بہار ... کمزور ... اور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر امراض ... ساتھ ہی ... خون ... موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ہمیشہ اس شخص کا جو مچھلی ... کا ہے املشن اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

پیران و جوانان ملک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب بنا ہے۔ ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھونرے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بنا دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف ۱ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر
منصور ... سلطان علی ... حاجی پیر سید نور شاہ
ہمدانی محلہ عطار ... پوسٹ ماندوی۔ بمبئی

آجکل دنیا پر تباہی کیوں آ رہی ہے

ظاہر ہو کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمانہ مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں تاپ و ارکی طوفان۔ وہ طاعون جو بہودیوں پر نازل ہوئی تھی ہندوستان میں بھی نازل ہو گئی جس نے سندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہم اسم اعظم رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کی برکات لیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھانے رہیں جس سے طاعون کی تحریک اثر پیدا ہو کے اندر داخل ہونے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ ہم نے اس کی عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور جیسے طاعون کے اگر اس کے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور بغلوں میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً اسر درد و بخار کا دور اور سامنے بغلی گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا کہ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر بغلی میں [illegible] ہیں تو بہت جلد طاعون کی تحریک بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے نیز علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ ہے [illegible] کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردہ پر جب مکھی یا مچھر [illegible] کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی یا مچھر کے کاٹنے کا احتمال ہو اسکو لگا لینے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ بیٹھینگے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کریں۔

نوٹ۔ جو تاجر یہ اشتہار اجرا مبیع اخبار کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری عموماً ایسی تیز و طراری در فریبوں کی آمد و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام بات ایسے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکی چند ہی استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہر کچھ بلا دریغ کر جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائے پھر پسند ہو تو منگائے قیمت فی بکس ایک روپیہ طلائے طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور علاج کاری جو مرض لاحق ہوئے ہیں ان مریضوں کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وجہ ہمارا اس طلا سے مالش کریں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو مفید پائینگے منگوائیے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیے قیمت چھ ماشہ دو روپیہ سرمہ سلیمانی یہ آنکھ کی کل بیماریوں کو دفع کرتا ہو الآنکھ اور بینائی کو ہے انہ قیمت الکتول سینوں فی دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرتا ہے [illegible] ایک تولہ

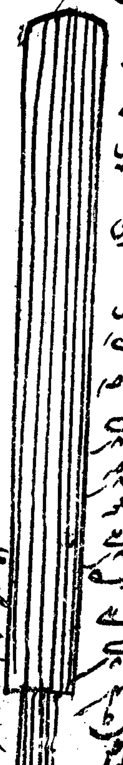
المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو تنہر وار توڑا ہے قیمت ۱۲ ست بچن بال آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جو اعتراض ابھی جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر۔ نماز پر تقریر اور رسالہ حدیث وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر۔ فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ر۔ نور القرآن۔ حصہ دوم یا عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو مقبولیت ہوگئی ہے قیمت فی پارہ ۲ر۔ سالک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم نامل کے طور پر لکھا ہے۔ قیمت ۳ر

المشتہر مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا ہینڈل بکا کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۷ر روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ۵ر۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۳ر۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۲ر۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱ر

بچوں کیلئے کرکٹ سٹ } ۱۲-۱۳ برس کی عمر والوں کیلئے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کیلئے فٹ بال معہ بلیڈر

کرکٹ بال گٹسون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے رنگ کے بیج

پریکٹس

کرکٹ وکٹس فی کاپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

ساٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سال از قسم بیٹ پریکٹس کرکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر ایک چیز عمدہ قابل تعریف پایا۔ میری خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت بلیا اس سے بہت کم ہیں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں